عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

ہفت روزہ ختم نبوۃ

INTERNATIONAL URDU WEEKLY
KHATM-E-NUBUWWAT
KARACHI PAKISTAN

جلد: ۴۴ | ۱۵تا۲۱رمضان المبارک ۱۴۴۶ھ مطابق ۱۶تا۲۲مارچ ۲۰۲۵ء | شمارہ: ۱۱

مولانا حامد الحق حقانیؒ کی شہادت

دار العلوم دیوبند میں تحفظِ ختمِ نبوت تربیتی پروگرام

امیر المؤمنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ

فضائل و مناقب

Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.info
http://www.khatm-e-nubuwwat.org
www.amtkn.com
Email: editorkn@yahoo.com

خواتین کا نمازِ تراویح پڑھنا

س:....کیا خواتین کے لئے بھی تراویح پڑھنا ضروری ہے؟ اگر کسی جگہ تراویح کا انتظام نہ ہو تو خواتین کیسے تراویح پڑھیں؟

ج:....بیس رکعات تراویح پڑھنا مرد و عورت دونوں کے لئے سنت ہے، بلاعذر شرعی اس کو چھوڑنا گناہ ہے، کیونکہ تراویح کا ادا کرنا سنت موکدہ ہے اور بیس رکعات تراویح ادا کرنا ہوں گی۔

”التراویح سنۃ موکدۃ لمواظبۃ الخلفاء الراشدین للرجال والنساء اجماعاً۔“

(فتاویٰ شامی ص:۶۵۹، ج:۱)

خواتین کے ذمہ جماعت واجب نہیں، اس لئے اگر کہیں خواتین کی تراویح کے لئے انتظام نہ ہو تو گھر میں ہی خواتین اپنی تراویح پڑھیں۔ سورۂ فیل سے سورۂ ناس تک چھوٹی سورتیں پڑھ کر تراویح مکمل کریں۔ نماز تراویح کھڑے ہو کر ادا کرنی چاہئے، البتہ کسی عذر کی بنا پر بیٹھ کر بھی پڑھ سکتی ہیں، بغیر عذر کے بیٹھ کر پڑھنے سے ثواب کم ہو جائے گا۔

احتلام سے روزہ نہیں ٹوٹتا

س:....اگر رمضان میں روزہ کی حالت میں احتلام ہو جائے اور غسل واجب ہو جائے تو کیا روزہ باقی رہے گا یا ٹوٹ جائے گا؟

ج:....روزہ میں اگر احتلام ہو جائے تو روزہ نہیں ٹوٹتا۔ روزہ کی حالت میں غسل کرتے ہوئے ناک میں پانی ڈالنے اور غرغرہ کرنے میں مبالغہ سے کام نہ لے، احتیاط سے ناک میں پانی ڈالے اور غرغرہ کرے تاکہ پانی حلق سے نیچے نہ چلا جائے۔

س:......روزہ کی حالت میں خودلذتی کے ذریعے احتلام ہو جائے تو کیا کفارہ ہوگا؟

ج:......خودلذتی کے ذریعے احتلام ہونے پر روزہ ٹوٹ جائے گا اور اس کی قضا واجب ہوگی۔ کفارہ واجب نہیں ہوتا۔

”الصائم اذا عالج ذکرہ حتی امنیٰ فعلیہ القضاء وھو المختار وبہ قال المشائخ کذافی البحر الرائق۔“

(فتاویٰ عالمگیری ص:۲۰۵، ج:۱)

نقد رقم زکوٰۃ میں دینا افضل ہے

س:......کیا زکوٰۃ کی رقم سے راشن یا کوئی سامان خرید کر دینا بہتر ہے یا مستحقین کو نقد رقم دینا بہتر ہے؟

ج:......زکوٰۃ کی رقم مستحقین کو نقد دینا افضل ہے، کیونکہ اس سے وہ اپنی مختلف ضروریات پوری کر سکتے ہیں۔ ہاں! اگر کسی کو راشن کی ضرورت ہو یا کسی اور چیز کی ضرورت ہو تو وہ چیز اسے دینا بھی درست ہے یعنی فقراء کی احتیاج اور ضرورت کا خیال کرنا افضل ہے۔

واللہ اعلم بالصواب

ہفت روزہ ختمِ نبوّۃ

مجلسِ ادارت

صاحبزادہ مولانا عزیز احمد، مولانا سائیں عبدالمجیب قریشی، مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، مولانا قاضی احسان احمد

جلد:۴۴ — ۱۵ تا ۲۱ رمضان المبارک ۱۴۴۶ھ مطابق ۱۶ تا ۲۲ مارچ ۲۰۲۵ء — شمارہ:۱۱

سرپرست
حضرت مولانا حافظ محمد ناصر الدین خاکوانی مدظلہ
مولانا سیّد سلیمان یوسف بنوری

مدیر اعلیٰ
مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری

نائب مدیر اعلیٰ
مولانا اللہ وسایا

مدیر
مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ

معاون مدیر
عبداللطیف طاہر

قانونی مشیر
حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ
منظور احمد میؤ ایڈووکیٹ

سرکولیشن مینجر
محمد انور رانا

تزئین وآرائش:
محمد ارشد خرم، محمد فیصل عرفان خان

اس شمارے میں!

مولانا حامد الحق حقانی کی شہادت	۵	محمد اعجاز مصطفیٰ
خلفاء راشدینؓ واہلبیتؓ کے باہمی تعلقات	۸	حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ
غزوۂ بدر....	۱۰	ڈاکٹر حافظ محمد ثانی
ام المومنین حضرت عائشہؓ کا علمی مقام	۱۶	مولانا غلام اکبر لاشاری
امام الہدیٰ حضرت مولانا عبیداللہ انورؒ (۲)	۱۸	پیر مولانا سیّد جاوید حسین شاہ
مولانا ابوالکلام آزادؒ (قلمی خاکہ)	۲۱	جناب سہیل انجم
امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ	۲۳	مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ
دارالعلوم دیوبند میں ختم نبوت تربیتی پروگرام	۲۶	سمیر چودھری

زرتعاون

امریکا، کینیڈا، آسٹریلیا: ۱۰۰ ڈالر، یورپ، افریقہ: ۸۰ ڈالر، سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرقی وسطیٰ، ایشیائی ممالک: ۷۰ ڈالر

فی شمارہ: ۲۵ روپے، ششماہی: ۶۰۰ روپے، سالانہ: ۱۲۰۰ روپے

بنیاد

امیر شریعت مولانا سیّد عطاء اللہ شاہ بخاریؒ
خطیب پاکستان مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ
مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ
محدث العصر حضرت مولانا سیّد محمد یوسف بنوریؒ
خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمدؒ
فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ
مبلغ اسلام حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ
مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ
ترجمان ختم نبوت مولانا محمد شریف جالندھریؒ
جانشین حضرت بنوری حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ
شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ
حضرت مولانا سیّد انور حسین نفیس الحسینیؒ
شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانویؒ
شیخ الحدیث حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندرؒ
شہید ختم نبوت حضرت مولانا مفتی محمد جمیل خانؒ
شہید ناموس رسالت مولانا سعید احمد جلال پوریؒ

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)
ایم اے جناح روڈ کراچی، فون: ۳۲۷۸۰۳۳۷، فیکس: ۳۲۷۸۰۳۴۰
Jama Masjid Bab-ur-Rehmat (Trust)
Old Numaish M.A.Jinnah Road Karachi
Ph:32780337, Fax:32780340

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان
فون: ۰۶۱-۴۷۸۳۴۸۶
Hazori Bagh Road Multan
Ph:061-4783486

لندن آفس:
35,Stockwell Green
London, SW9 9HZ U.K
Ph:0207-737-8199

ناشر: عزیز الرحمن جالندھری مطبع: القادر پرنٹنگ پریس طابع: سیّد شاہد حسین مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

دورِ نبوت کے تاریخ وار حالات وواقعات

عہدِ نبوت کے ماہ وسال

تالیف: علامہ مخدوم محمد ہاشم سندھی ٹھٹھوی رحمۃ اللہ علیہ ترجمہ: حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہید رحمۃ اللہ علیہ

قسط:۱۱۶ فصل:.... ۴ ہجری کے سرایا

۲۵:.... اسی سال حضرت امیر المؤمنین عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے بھتیجے عبدالرحمٰن بن زید بن خطاب القرشی العدوی کی ولادت ہوئی، وصالِ نبوی کے وقت وہ شش سالہ تھے، حضرت عمرؓ نے اپنی صاحب زادی سے ان کا نکاح کردیا تھا، ان کے بطن سے ان کے صاحب زادے عبداللہ بن عبدالرحمٰن کی ولادت ہوئی۔

۲۶، ۲۷:.... اسی سال سفر کی نمازِ قصر کا حکم آیا، اور یہ آیت نازل ہوئی: ”وَإِذَا ضَرَبْتُمْ فِي الْأَرْضِ فَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَنْ تَقْصُرُوا مِنَ الصَّلٰوةِ“ (النساء:۱۰۱)

۲۸:.... اسی سال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زید بن ثابت کو یہودیوں کی تحریری زبان سیکھنے کا حکم فرمایا، بعض نے کہا ہے کہ یہ ۳ھ کا واقعہ ہے، جیسا کہ پہلے گزر چکا ہے۔

۲۹:.... اسی سال یکم ذی قعدہ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زینب بنتِ جحش رضی اللہ عنہا سے عقد کیا، یہی راجح قول ہے، اور ایک قول یہ ہے کہ یہ عقد ۵ھ میں ہوا۔ ان کا سن مبارک ۳۵ تھا، اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اُمہات المؤمنین میں سے سب سے پہلے انہی کا انتقال ہوا۔

۳۰:.... اسی سال ذی قعدہ میں حضرت زینب بنتِ جحش رضی اللہ عنہا کی رُخصتی کے دن پردے کا حکم نازل ہوا، بقولِ بعض یہ ۵ھ کا واقعہ ہے، مگر پہلا قول زیادہ صحیح ہے۔ شامیؒ نے اپنی سیرت میں اس کی تصریح کی ہے کہ ان دونوں قولوں کی بنا پر نزولِ حجاب کا واقعہ غزوۂ بنی المصطلق اور غزوۂ اَحزاب سے قبل کا ہے، کیونکہ غزوۂ بنی المصطلق شعبان ۵ھ میں ہوا، اور غزوۂ اَحزاب شوال ۵ھ میں۔

فصل:.... ۵ھ کے واقعات

۱:.... اسی سال محرم میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ریحانہ بنتِ شمعون یا بنتِ زید بن عمرو سے نکاح کیا، ان کا نسبی تعلق تو بنونضیر سے تھا، مگر بنوقریظہ میں بیاہی گئی تھیں، یہ بنوقریظہ کے قیدیوں میں شامل تھیں، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اپنے لئے منتخب فرمایا اور یہ اسلام لے آئیں تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو آزاد کرکے ان سے عقد کرلیا۔ ایک قول یہ ہے کہ یہ بدستور بحیثیت کنیز کے حرمِ نبوی میں شامل رہیں، یہی قول زیادہ مشہور اور لائقِ اعتماد ہے۔

۲، ۳:.... اسی سال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوۂ بنی المصطلق کے بعد اُمّ المؤمنین حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا، یہ بنومصطلق کے رئیس حضرت حارث بن ضرار کی صاحب زادی تھیں، ایک قول کے مطابق یہ نکاح ۶ھ میں ہوا، دراصل یہ اختلاف اس اختلاف پر مبنی ہے کہ غزوۂ بنی المصطلق ۵ھ میں ہوا یا ۶ھ میں۔ حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا بنومصطلق کے قیدیوں میں شامل تھیں، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو آزاد کرکے شرفِ زوجیت سے نوازا، اور چارصد درہم مہر عطا فرمایا۔ غزوۂ بنی مصطلق سے تین دن پہلے انہوں نے خواب دیکھا تھا کہ چاند مدینہ سے چل کر ان کی گود میں آگرا، یہ ان کے اس خواب کی مبارک تعبیر تھی، اس وقت ان کی عمر مبارک بیس سال تھی۔ (جاری ہے)

اداریہ

محمد اعجاز مصطفیٰ

مولانا حامد الحق حقانی رحمۃ اللہ علیہ کی شہادت

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمدللہ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ

جامعہ حقانیہ اکوڑہ خٹک کے نائب مہتمم، جمعیت علمائے اسلام (س) کے امیر، حضرت مولانا سمیع الحق شہیدؒ کے لخت جگر، ہزاروں طلبا کے استاذ حضرت مولانا حامد الحق حقانی کو اس وقت خودکش حملہ آور کے ذریعہ شہید کیا گیا جب کہ وہ جمعہ کی نماز کے بعد مسجد سے باہر تشریف لا رہے تھے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ ان للہ ما اخذ و لہ ما اعطی و کل شیئ عندہ باجل مسمّی۔ اس خودکش حملے میں حضرت مولانا حامد الحقؒ سمیت آٹھ افراد شہید اور بیس سے زائد زخمی ہوئے۔

''اخبارات کے مطابق خیبر پختونخوا کے علاقے نوشہرہ میں دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک کی جامع مسجد میں خودکش دھماکا، جمعیت علمائے اسلام (س) کے سربراہ اور مدرسہ حقانیہ کے نائب مہتمم مولانا حامد الحق سمیت 8 افراد شہید اور 20 سے زائد زخمی ہوگئے، مولانا مدرسے کے مین گیٹ سے اپنے گھر جا رہے تھے، خودکش بمباران سے گلے ملا اور خود کو دھماکے سے اڑا دیا، آئی جی خیبر پختونخوا ذوالفقار حمید نے بتایا کہ حملہ ٹارگیٹڈ تھا جس کا نشانہ مولانا حامد الحق تھے، دو شہداء کی شناخت نہ ہوسکی جن کے ڈی این اے کے نمونے فرانزک لیب بھیج دیے گئے، زخمیوں میں مولانا کے صاحبزادے مولانا عبدالحق ثانی بھی شامل ہیں جنہیں اسپتال سے فارغ کردیا گیا، افغان طالبان نے حملے کو مذہب دشمنوں کی کارروائی قرار دیتے ہوئے اس کی شدید مذمت کی ہے، نوشہرہ ضلع میں پولیس کے سربراہ عبدالرشید نے اے ایف پی کو بتایا کہ ابتدائی اطلاعات سے پتہ چلتا ہے کہ دھماکا نماز جمعہ کے بعد اس وقت ہوا جب لوگ مولانا حامد الحق کو خوش آمدید کہنے کے لئے جمع تھے، انہوں نے بتایا کہ یہ ایک خودکش حملہ معلوم ہوتا ہے، برطانوی خبررساں ادارے کے مطابق شہید کے بھائی مولانا عبدالحق نے بتایا کہ حملہ آور دھماکا خیز مواد سے بھری خودکش جیکٹ پہنا ہوا تھا، وہ دارالعلوم حقانیہ کے مدرسے کے احاطے میں ایک مسجد سے نکلتے ہوئے مولانا حامد الحق تک پہنچا، پولیس کے مطابق دھماکا جمعہ کی نماز کی ادائیگی کے بعد مسجد کے مرکزی ہال میں ہوا، دھماکے کے بعد پولیس نے علاقے کو گھیرے میں لے لیا، دھماکے کے بعد نوشہرہ کے اسپتالوں کے علاوہ پشاور کے تین بڑے اسپتالوں میں بھی ایمرجنسی نافذ کردی گئی۔ دھماکے سے پورا علاقہ سوگوار ہوگیا جبکہ خودکش بمبار کا سر مل گیا ہے جس کے نمونے ڈی این اے ٹیسٹ کے لئے روانہ کردیے گئے، مولانا حامد الحق حقانی کی نماز جنازہ آج دن گیارہ بجے اکوڑہ خٹک میں ادا کی جائے گی، دوسری جانب

اپر اورکزئی میں بھی دھماکا ہوا جس میں ایک شخص شہید اور کئی زخمی ہو گئے، کوئٹہ میں جان محمد روڈ کے قریب دھماکے میں 9 افراد زخمی ہو گئے۔ وزیر اعظم شہباز شریف، وزیر داخلہ محسن نقوی سیاسی و مذہبی رہنماؤں نے دار العلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک میں دھماکے کی شدید مذمت کی ہے جبکہ وزیر اعظم نے رپورٹ طلب کر لی ہے۔ وزیر اعظم شہباز شریف نے زخمیوں کی صحت یابی کی دعا اور زخمیوں کو ہر ممکن طبی امداد فراہم کرنے کی ہدایت کی۔ ان کا کہنا تھا کہ بزدلانہ اور مذموم دہشت گردی کی کارروائیاں دہشت گردی کے خلاف عزم کو پست نہیں کر سکتیں، ملک سے ہر قسم کی دہشت گردی کے مکمل خاتمے کے لئے پر عزم ہیں۔ وزیر اعلیٰ خیبر پختونخوا علی امین گنڈاپور نے اکوڑہ خٹک دھماکے کی شدید الفاظ میں مذمت کرتے ہوئے نوشہرہ اور پشاور کے اسپتالوں میں ایمرجنسی نافذ کرنے کی ہدایت کر دی۔ انہوں نے دھماکے کے زخمیوں کو فوری طبی امداد دینے کے لئے عملہ کو الرٹ رکھنے کا حکم بھی دیا۔ گورنر خیبر پختونخوا فیصل کریم کنڈی نے بھی نوشہرہ میں مدرسہ حقانیہ اکوڑہ خٹک میں دھماکے پر اظہار مذمت کرتے ہوئے اعلیٰ حکام سے واقعے کی رپورٹ طلب کر لی۔ ان کا کہنا تھا کہ جامعہ حقانیہ اکوڑہ خٹک دھماکا اسلام اور پاکستان دشمن قوتوں کی سازش ہے، صوبائی حکومت کی نااہلی اور ملی بھگت کا خمیازہ نہ جانے کب تک صوبہ بھگتے گا۔ جے یو آئی (ف) کے سربراہ مولانا فضل الرحمٰن نے مولانا حامد الحق کی شہادت سمیت دار العلوم حقانیہ پر دھماکے کی شدید مذمت کی ہے، انہوں نے کہا کہ دار العلوم حقانیہ اور مولانا حامد الحق پر حملہ میرے گھر اور مدرسے پر حملہ ہے ظالموں نے انسانیت، مسجد، مدرسے، جمعے کے مبارک دن اور ماہ رمضان کی آمد کی حرمت کو پامال کیا ہے، چیف سیکریٹری خیبر پختونخوا شہاب علی شاہ اور پی ٹی آئی کے رہنما ڈاکٹر بیرسٹر سیف نے خودکش حملے میں مولانا حامد الحق کی شہادت کی تصدیق کر دی، انہوں نے کہا کہ مولانا حامد الحق کی شہادت ایک ناقابل تلافی نقصان ہے، مولانا حامد الحق ایک جید عالم دین تھے اسلام کے لئے ان کی بے پناہ خدمات ناقابل فراموش ہیں۔ امیر جماعت اسلامی حافظ نعیم الرحمٰن نے جامعہ حقانیہ اکوڑہ خٹک میں بم دھماکے کی شدید مذمت کی ہے، انہوں نے کہا کہ دھماکا امن کو تباہ کرنے کی سازش ہے، جامعہ مسجد کو نشانہ بنانا انتہائی افسوس ناک ہے، ملک دشمن قوتیں، مذموم مقاصد کے تحت پاکستان میں شر پسندی کو ہوا دے رہی ہیں۔ ان کا کہنا تھا کہ امن قائم کرنا حکومت کی ذمہ داری ہے، شہداء کے لواحقین کے غم میں برابر شریک ہیں۔ نمائندہ جنگ کے مطابق جامع دار العلوم حقانیہ کی جامع مسجد میں جمعہ کی نماز کے بعد دعا مانگی گئی اور لوگ مسجد کے مختلف دروازوں سے نکل رہے تھے کہ جیسے ہی تقریباً دو بجکر پندرہ منٹ پر ایک زوردار دھماکا اس گیٹ پر ہوا جس گیٹ پر مولانا حامد الحق حقانی نماز جمعہ ادا کرنے کے بعد گھر جا رہے تھے دھماکا اتنا زور کا تھا کہ اکوڑہ خٹک سے نوشہرہ چھاؤنی اور جہانگیرہ تک دھماکہ کی آواز سنی گئی دھماکہ کی اطلاع ملتے ہی ڈپٹی کمشنر نوشہرہ عرفان اللہ محسود اور ڈی پی او نوشہرہ عبدالرشید موقع پر پہنچے اور پورے علاقے کو گھیرے میں لے لیا گیا اور فوری طور پر تمام اسپتالوں میں ایمرجنسی نافذ کر کے ایمبولنس گاڑیاں طلب کی گئیں فوری طور پر ہلاک اور زخمیوں کو ہسپتالوں میں منتقل کیا گیا ڈی سی نوشہرہ عرفان اللہ محسود کے مطابق مولانا حامد الحق حقانی کو تشویشناک حالت میں چار زخمیوں سمیت سی ایم ایچ نوشہرہ پہنچا دیا گیا جن میں ان کے بیٹے عبدالحق ثانی بھی شامل ہیں چاروں زخمیوں کو علاج کے بعد سی ایم ایچ سے فارغ کر دیا گیا جبکہ مولانا حامد الحق حقانی سی ایم ایچ میں دم توڑ گئے قاضی حسین میڈیکل کمپلیکس نوشہرہ میں پانچ زخمی زخموں کی تاب نہ لاتے ہوئے شہید ہو گئے جن میں اسد اللہ خان ولد مرتضیٰ سکنہ چارسدہ، شاکر اللہ ولد قاری شفیع اللہ جبکہ دیگر تین زخمیوں کی شناخت ڈی این اے ٹیسٹ کے بعد ہو گی اسی طرح زخمیوں میں تنویر ولد

افضل جان سکنہ اکوڑہ خٹک، فرقان ولد محمد عرفان سکنہ اکوڑہ خٹک، اصغر ولد خان محمد سکنہ اکوڑہ، عطاء اللہ ولد نا معلوم، یاور ضیاء ولد ریاض محمد سکنہ اکوڑہ خٹک، عطاء اللہ ولد جمد ادگل، عبدالقیوم ولد عبدالرحیم سمیت نو نا معلوم افراد زخمیوں میں شامل ہے .... ملک اشتیاق ولد بخشش الہی، شیر حیدر ولد راضم خان ساکنان اکوڑہ خٹک اسد اللہ خان ولد مرتضٰی سکنہ چارسدہ شہدا کی شناخت ابھی تک نہ ہوسکی ڈی سی نوشہرہ کے مطابق دو زخمی ڈی اچ کیو اسپتال نوشہرہ میں زیر علاج ہے جن میں مولانا حامد الحق حقانی کے گن مین امتیاز احمد ولد سراج احمد سکنہ صوابی نور اکرم شاہ ولد میر احمد شاہ سکنہ مناہی شامل ہے ڈی سی نوشہرہ کے مطابق خودکش بمبار کا سر مل چکا ہے جس کے نمونے ڈی این اے ٹیسٹ کے لیے بھجوا دیئے گئے جبکہ جیو فنسنگ بھی شروع کردی گئی ہے اس کے علاوہ تمام شواہد اکٹھے کرلیے گئے سی ٹی ڈی نے دہشت گردی کے ایکٹ کے تحت مقدمہ درج کرلیا ہے واضح رہے کہ مسجد میں ہزاروں کی تعداد میں نمازی موجود تھے اور بہت بڑا نقصان اس لئے نہیں ہوسکا، خودکش بمبار کا ٹارگٹ صرف مولانا حامد الحق حقانی تھے اور سینکڑوں افراد معجزانہ طور پر اس سے بچ گئے کہ دھماکہ بیسمنٹ سے اوپر کی منزل میں باہر کی طرف سے ہوا اور وہی لوگ نشانہ بنے جو مولانا حامد الحق حقانی کے ساتھ تھے، مسجد میں نمازیوں کی تعداد اس لئے کم تھی کیوں کہ جامع دارالعلوم حقانیہ کی تعطیلات شروع ہوگئی ہیں اور صرف دارالحفظ اور دارالحدیث کے طلباء دارالعلوم میں موجود تھے، شہداء میں شہید تنویر افضل جان بھی شامل ہیں جو مولانا حامد الحق کے پرائیویٹ سیکرٹری تھے۔“ (روزنامہ جنگ کراچی، یکم مارچ ۲۰۲۵ء)

حضرت مولانا حامد الحق حقانی ۲۶ رمئی ۱۹۶۸ء کو پیدا ہوئے، تعلیم و تعلم کی تکمیل اکوڑہ خٹک ہی میں ہوئی، ۲۰۰۲ء سے ۲۰۰۷ء تک قومی اسمبلی کے ممبر رہے۔ حضرت مولانا سمیع الحق شہیدؒ کی شہادت کے بعد ان کو دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک کا نائب مہتمم اور جمعیت علمائے اسلام (س) کا امیر مقرر کیا گیا۔ اگلے ہی روز ان کی نماز جنازہ ادا کی گئی، جس میں ملک بھر کے علماء، طلبا، معززین اور عوام الناس کی ایک کثیر تعداد اس میں شریک ہوئی، نماز جنازہ کے بعد ان کے والد مولانا سمیع الحق شہیدؒ کے پہلو میں ان کی تدفین عمل میں لائی گئی۔ اللہ تبارک وتعالیٰ ان کی شہادت کو قبول فرمائے۔ تمام شہداء کو جنت الفردوس کا مکین بنائے، زخمیوں کو جلد صحت یابی نصیب فرمائے۔ لواحقین کو صبر جمیل کی توفیق اور اس صدمہ کو برداشت کرنے کی ہمت اور حوصلہ نصیب فرمائے۔ آمین۔

تمام قارئین سے شہدأ کے رفع درجات اور زخمیوں کی جلد صحت یابی کے لئے دعاؤں کی درخواست ہے۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ سیدنا محمد وعلیٰ آلہ وصحبہ اجمعین

خلفائے راشدین اور اہلِ بیت کرامؓ کے باہمی تعلقات

حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ

۱...... اللہ رب العزت کی عنایت کردہ توفیق کے ساتھ مجلس تحفظ ختم نبوت کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ اس کے ترجمان رسالہ ''ماہنامہ لولاک ملتان'' اور ''ہفت روزہ ختم نبوت کراچی'' کا کوئی شمارہ حضرات صحابہ کرام واہل بیت عظام رضی اللہ عنہم کے مقدس تذکرہ سے خالی نہیں ہوتا۔

۲...... مجلس تحفظ ختم نبوت کو یہ بھی اعزاز حاصل ہے کہ حضرت مولانا محمد رفیق دلاوری رحمۃ اللہ علیہ کی پون صدی قبل کی نایاب کتاب ''سیرۃ سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا'' کو تلاش کرکے پچاس ہزار سے زیادہ تعداد میں شائع کرکے غلامیٔ اہل بیت رضی اللہ عنہم کا فریضہ ادا کیا گیا۔

۳...... اب ''مجموعہ کتب حیات الانبیاء علیہم السلام'' کو سترہ جلدوں کے سیٹ کی شکل میں شائع کرکے سیرت خاتم الانبیاء علیہ السلام کے پھریرے علم کی دنیا میں بلند کرنے کی سعادت سے بہرہ ور ہوئے۔

۴...... چھٹی صدی ہجری کی معروف عبقری علمی شخصیت علامہ جار اللہ زمخشری رحمۃ اللہ علیہ تھے۔ آپ نے معروف زمانہ ''تفسیر الکشاف عن حقائق غوامض التنزیل وعیون الاقاویل فی وجوہ التاویل'' لکھی تھی۔ اس کے علاوہ بھی آپ کی گراں قدر علمی تصانیف تھیں، جن سے دنیائے علم وفضل نے انتفاع کیا۔ ان میں سے ایک کتاب ''المختصر من کتاب الموافقۃ بین اھل البیت والصحابۃ'' ہے۔

اس کتاب میں آپ نے حضرات اہل بیت عظام اور حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے مابین باہمی تعلقات کے واقعات وروایات کو یک جا کرکے علمی دنیا میں ایک وقیع کارنامہ انجام دیا۔

تبلیغی جماعت کے بانی اور حضرت مولانا محمد الیاس کاندھلوی کے پوتے اور تبلیغی جماعت کے دوسرے امیر مولانا محمد یوسف کاندھلوی کے صاحبزادہ مبلغ اسلام مولانا احتشام الحسن کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ نے ''الموافقۃ اھل البیت والصحابۃ لزمخشری'' کا اردو ترجمہ ''خلفائے راشدین اور اہل بیت کرام کے باہمی تعلقات'' کے نام سے ۱۵ جولائی ۱۹۵۳ء میں کیا اور انڈیا سے یہ کتاب شائع ہوئی۔ قصور کے عالم دین مولانا محمد طفیل رشیدی کو یہ کتاب مولانا ظفر احمد قادری واہگہ باڈر لاہور والوں کے ہاں سے دستیاب ہوئی۔ مولانا محمد طفیل رشیدی نے حضرت شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ کے خلیفہ مجاز حضرت سید نفیس الحسینی شاہؒ کے مشورہ سے اس کا پاکستان سے پہلا ایڈیشن ۱۹۷۸ء میں اور دوسرا ایڈیشن ۱۹۸۰ء میں شائع کیا۔ اس کے بعد یہ کتاب عرصہ پینتالیس سال سے پاکستان میں عنقاء رہی۔

اب گزشتہ ہفتہ مولانا عزیز الرحمٰن ثانی نے بتایا کہ کسی دوست نے سو رِم سے زیادہ کاغذ مجلس کو زکوٰۃ فنڈ میں دیا ہے۔ اس کا کیا کرنا ہے؟ ساتھ ہی فوری تجویز بھی دی کہ مولانا صاحبزادہ عزیز احمد صاحب کی رائے مبارک ہے کہ مؤرخ اسلام حضرت مولانا علی میاں ندویؒ کی کتاب ''قادیانیت'' تین ہزار شائع کرکے پڑھے لکھے حلقہ میں تقسیم کردی جائے۔ اس کاغذ کی تملیک کے بعد یہ کتاب چھپ جائے۔ پرنٹنگ وغیرہ کے اخراجات مجلس ادا کرے اور کتاب سرکاری افسران کے حلقہ میں فری تقسیم کردی جائے۔ اس کے بعد جو کاغذ بچ جائے تو اس کے متعلق فقیر نے عرض کیا علامہ زمخشریؒ کی یہ کتاب ''الموافقۃ اھل البیت والصحابۃ لزمخشری'' کا اردو ترجمہ مولانا احتشام الحسن کاندھلوی والا ''خلفائے راشدین اور اہل بیت کرام کے باہمی تعلقات'' کو بقیہ کاغذ سے ہزاروں کی تعداد میں شائع کردیا جائے۔ مثلاً ایک کتاب

پر سو روپیہ خرچہ آتا ہے، تو کاغذ کے پچاس روپے نکال کے پرنٹنگ، بائنڈنگ اور ٹائٹل کا خرچہ پچاس روپے لگا کر سو روپیہ کی کتاب پچاس روپیہ میں نکال کر طباعت کا خرچہ مجلس کو واپس مل جائے اور کاغذ فری میں ملا ہے اس کی کتاب عوام میں تقسیم کرکے یہ نیکی کر لی جائے۔ مولانا ثانی صاحب نے اس تجویز سے اتفاق کیا۔ برادر عزیز مولانا عتیق الرحمٰن صاحب نے اس کی کمپوزنگ شروع کی اور مولانا محمد وسیم اسلم صاحب نے اس کی تخریج کا کام اپنے ذمہ لیا اور یوں یہ کتاب مجلس کو شائع کرنے کی اللہ تعالیٰ نے توفیق سے نوازا۔ مبلغ اسلام مولانا احتشام الحسن کاندھلویؒ نے ترجمہ شائع کرتے ہوئے اس کی تخریج نہ کرسکنے پر اپنے تأسف کا اظہار کیا تھا۔ لیجئے! اس ایڈیشن میں تخریج کی سعادت سے اللہ تعالیٰ نے مجلس کو نواز دیا ہے۔ کتاب کتنی اہم ہے! اس کے عنوانات پر نظر دوڑائیں اور اس کے شکریہ میں اللہ رب العزت کے حضور ہمارے سر جھک جانے چاہئیں۔ قدرت حق تعالیٰ نے ناصبی، رافضی، خارجی توہمات و الزامات کو کس طرح زائل کرنے کا سامان کر دیا ہے۔ اہل بیت عظام و صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آپس میں ”رحماء بینھم“ تھے۔ اس قرآنی حقیقت کو واقعات کی روشنی میں باحوالہ پڑھیے!

☆☆ .... ☆☆

چناب نگر ختم نبوت کورس میں شرکت

چناب نگر میں ۴۲واں سالانہ ختم نبوت کورس کا آغاز عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی امیر حضرت اقدس مولانا حافظ ناصرالدین خاکوانی دامت برکاتہم العالیہ کی دعا اور افتتاحی بیان سے ہوا۔ ۱۳۹۱ طلبا کا داخلہ ہے۔ چناب نگر کے درودیوار تاجدار ختم نبوت کے فلک شگاف نعروں سے گونجتے رہتے ہیں۔

امسال کورس کے آغاز سے شاہین ختم نبوت حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ حیات عیسیٰ علیہ السلام اور دوسرے عمومی موضوعات پر لیکچر دے رہے ہیں۔ ”قادیانی شبہات کے جوابات“ کے تینوں حصے حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ کی تصنیف لطیف ہے۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت رحیم یار خان کے خطیب و مبلغ مولانا مفتی محمد راشد مدنی، شیخ الحدیث حضرت مولانا غلام رسول دین پوری مدظلہ نے دوسری جلد جو حیات ورفع ونزول عیسیٰ علیہ السلام پر ہے سبقاً پڑھائی، جبکہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت چنیوٹ کے مبلغ مولانا توصیف احمد سلمہ بھی سبق پڑھاتے رہے۔ ۱۳؍شعبان المعظم ۱۴۴۶ھ مطابق ۱۲؍فروری ۲۰۲۵ء کو اس کا تحریری امتحان ہوا۔

۱۳؍فروری سے قادیانی شبہات کی پہلی جلد کے اسباق شروع ہوئے، حسب معمول حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ آٹھ سے نو بجے تک لیکچر دیتے رہے، نو تا بارہ، ڈھائی سے ساڑھے چار بجے تک حضرت مولانا غلام رسول دین پوری، مولانا توصیف احمد اور راقم (محمد اسماعیل شجاع آبادی) کے اسباق ہوئے اور یہ سلسلہ ۱۸؍فروری تک جاری رہا۔ ۱۹؍فروری کو پہلی جلد کا تحریری امتحان ہوا، جس میں چند ایک شرکاء کے علاوہ سب نے شرکت کی۔ اس دوران عارف والا سے مولانا رضوان العزیز اور تلہ گنگ سے معروف قانون دان جناب خالد مسعود ایڈووکیٹ، پیر طریقت مولانا محب اللہ لورالائی، مولانا مفتی محمد حسن مدظلہ نے اسباق پڑھائے۔

۱۹؍فروری ظہر کی نماز کے بعد تیسری جلد کے اسباق شروع ہوئے۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مبلغین مولانا عزیز الرحمٰن ثانی، مولانا محمد وسیم اسلم، مولانا عتیق الرحمٰن، مولانا غلام رسول دین پوری اور راقم الحروف کے بھی چند اسباق ہوئے۔ جامعہ ختم نبوت مسلم کالونی چناب نگر میں بہار ہی بہار ہے۔ تین کتابیں سبقاً پڑھائی جارہی ہیں۔ اس کے علاوہ بھی ملک بھر سے علماء کرام، مشائخ عظام وقتاً فوقتاً تشریف لاکر اپنے ارشادات سے مستفید فرماتے رہے۔

خورونوش کی نگرانی عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت بہاولپور کے مبلغ مولانا محمد اسحاق ساقی دس دن، پندرہ دن جھنگ کے مبلغ مولانا عبدالحکیم نعمانی اور ان کے علاوہ جامعہ ختم نبوت کے مدرسین مولانا صغیر احمد، مولانا غلام رسول دین پوری، قاری عبیدالرحمٰن، قاری محمد رمضان مدنی اور دوسرے اساتذۂ کرام کھانا تقسیم کرنے کی نگرانی کرتے رہے۔ خورونوش کے دسترخوان پر جب سینکڑوں طلبا تشریف فرما ہوتے تو عجیب منظر ہوتا۔ بہرحال ملک بھر سے مختلف رنگ ونسل، زبانوں اور علاقوں سے تعلق رکھنے والے سینکڑوں طلبا سترہ دن تک شب وروز ناموس رسالت کے تحفظ اور ختم نبوت کی عظمت کے دلائل اپنے دامن میں بھرتے رہے۔ (باقی صفحہ 15 پر)

’’غزوۂ بدر‘‘

رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دفاعی اور جنگی حکمتِ عملی کا عظیم مظہر

ڈاکٹر حافظ محمد ثانی

بدر کا میدانِ کارزار:

غزوۂ بدر (12 تا 17 رمضان 2 ہجری / 8 تا 13 مارچ 624ء) اسلامی تاریخ کا وہ عظیم اور تاریخ ساز معرکہ ہے کہ جب اسلام و کفر، حق و باطل پہلی بار براہِ راست صف آراء ہوئے۔ اس تاریخی معرکے میں فرزندانِ اسلام کی تعداد کفّار کے مقابلے میں ایک تہائی تھی۔ وسائلِ جنگ کے اعتبار سے مسلمان بظاہر بہت کم زور تھے اور جزیرہ نمائے عرب کا اجتماعی ماحول بھی اُن کے خلاف تھا۔ کُفر اپنے پورے کرّ وفر، غرور و رعونت کے ساتھ تین گُنا زاید فوج لے کر حق کی بے سروسامانی سے نبرد آزما ہونے کو میدان میں آیا تھا، لیکن اللہ کی مدد و نصرت، رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعاؤں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دفاعی اور جنگی حکمتِ عملی، صحابۂ کرامؓ کی ایمانی فراست، جرأت و شجاعت، بے نظیر استقامت، بہادری اور جذبۂ ایمانی کی بدولت کفّار و مشرکین کو ایسی فیصلہ کُن ہزیمت کا سامنا کرنا پڑا کہ جس نے اُن کی کمر توڑ کے رکھ دی۔

مؤرّخین اور سیرت نگار اِس تاریخ ساز معرکے کو ’’غزوۂ بدرۃ الکبریٰ‘‘ اور ’’بدر العظمیٰ‘‘ کے ناموں سے بھی موسوم کرتے ہیں، جب کہ قرآنِ کریم میں اسے ’’یوم الفرقان‘‘ کے نام سے یاد کیا گیا ہے۔ یعنی وہ دن، جس میں حق و باطل اور ہدایت و ضلالت کے درمیان فرق آشکار ہو گیا۔ حق غالب رہا اور باطل مغلوب۔

تجزیہ و پس منظر:

طلوعِ اسلام اور دعوتِ حق کے نتیجے میں معاشرہ دو گروہوں میں بٹ گیا تھا۔ ایک طرف وہ تھے، جنہوں نے پیغمبرِ رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعوتِ حق پر لبیک کہتے ہوئے حق و صداقت کا ابدی راستہ اختیار کیا، جب کہ دوسری طرف، باطل پرستوں کی پوری جماعت تھی، جو تمام تر وسائل و اسباب کے ساتھ حق کے خلاف صف آرا تھی۔

اہلِ اسلام کہتے تھے کہ اُنہیں یہ حق حاصل ہے کہ وہ جسے بہتر سمجھیں، وہ راہ اختیار کریں، جب کہ مشرکینِ مکّہ اِس بات پر ڈٹے ہوئے تھے کہ مسلمانوں کو یہ حق حاصل نہیں، یعنی وہ مسلمانوں کے اعتقاد و ضمیر کی آزادی تسلیم نہیں کرتے تھے۔ اُن کی پوری جدوجہد، مخالفت اور کوششوں کا حاصل یہ تھا کہ اہلِ اسلام کو دینِ حق اور دعوتِ توحید سے باز رکھیں۔

غزوۂ بدر کے اسباب:

مؤرّخین اور سیرت نگاروں نے غزوۂ بدر کے متعدّد مذہبی، سیاسی اور معاشی اسباب بیان کیے ہیں:

(1) اسلام کی روز افزوں ترقّی اور دین کی اشاعت سے قریشِ مکّہ کے بُت پرستانہ باطل نظام کو خطرہ لاحق تھا۔

(2) مکّے کی تیرہ سالہ زندگی میں کفّارِ قریش، مسلمانوں پر بے انتہا مظالم ڈھاتے رہے، بالآخر اُنھیں سخت اذیّت پہنچا کر مکّے سے ہجرت پر مجبور کیا۔

(3) جو مسلمان ہجرت کر کے مکّے سے مدینے جا رہے تھے، اُن پر مظالم ڈھائے جاتے اور اُن کی جائیدادیں ضبط کر لی جاتیں۔

(4) مسلمانوں کے نئے مسکن، یعنی حبشہ اور مدینے کے حُکمرانوں یا با اثر افراد کو کفّارِ قریش مسلسل یہ ترغیب اور دھمکی دے رہے تھے کہ مکّے کے اِن تارکین کو پناہ نہ دی جائے۔

(5) اِن ناانصافیوں کے انتقام لینے کے لیے ہجرتِ مدینہ کے بعد مسلمان، قریش پر معاشی دباؤ ڈالتے رہے۔ قریش کے تجارتی قافلوں کی آمد و رفت کو یثرب کے علاقے میں روک دیا جاتا تھا۔

قریشِ مکّہ کو اپنے تجارتی قافلوں کے لُوٹے جانے کا ہر وقت اندیشہ لاحق رہتا، جب کہ دُور دراز کے راستے اختیار کرنے پر اُنہیں نقصان ہوتا تھا۔ تو یہ تمام وہ اسباب تھے، جو آخر کار جنگِ بدر کا سبب بنے۔ (سیّد واجد رضوی/ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میدانِ جنگ میں، ص:111)

پیغمبرِ اسلام ﷺ اور جاں نثارانِ نبوت نے مسلسل تیرہ برس تک ہر طرح کے مظالم برداشت کیے، آخر جب اُن کے لیے مکّے میں زندہ رہنا دشوار ہوگیا، تو وہ مدینے چلے آئے، لیکن قریشِ مکّہ نے اُنھیں یہاں بھی چین سے بیٹھنے نہ دیا، پے درپے حملے شروع کر دیئے، اب پیغمبرِ اسلام ﷺ کے سامنے تین راہیں تھیں:

(1) جس بات کو آپ ﷺ حق سمجھتے تھے، اُس سے دست بردار ہوجائیں۔

(2) اُس پر قائم رہیں، لیکن مسلمانوں کو ہر طرح کی اذیّت کا سامنا کرنے دیں۔

(3) ظلم وتشدّد کا مردانہ وار مقابلہ کریں اور نتیجہ اللہ پر چھوڑ دیں۔

آپ نے تیسرا راستہ اختیار کیا اور نتیجہ وہی نکلا، جو ہمیشہ نکلتا ہے۔ یعنی حق فتح مند ہوا اور باطل ذلّت آمیز شکست سے دوچار۔ میدانِ کارزار کی طرف روانگی کے وقت اثنائے راہ میں حالات کی اچانک اور پُرخطر تبدیلی کے پیشِ نظر، رسول اللہ ﷺ نے ایک اعلیٰ فوجی مجلسِ مشاورت منعقد کی، جس میں درپیش صُورتِ حال کا تذکرہ فرمایا اور کمانڈرز اور عام فوجیوں سے تبادلۂ خیال کیا اور اس موقعے پر صحابۂ کرامؓ نے بھرپور جرأت و استقامت اور عزیمت کا اظہار کیا۔

صحابۂ کرامؓ کی بے مثال جرأت و استقامت:

مجلسِ مشاورت میں قافلۂ حق کے اوّل اوّل مسلمان، السابق، الاوّل، سیّدنا صدیق اکبرؓ نے نہایت والہانہ انداز میں اظہارِ جاں نثاری فرمایا اور بسر وچشم آپ ﷺ کے حکم کو قبول کیا اور مال و جان سے اطاعت کے لیے کمربستہ ہوگئے۔ اس کے بعد فاروقِ اعظمؓ کھڑے ہوئے اور اُنہوں نے بھی اظہارِ جاں نثاری فرمایا۔ بعدازاں، مقداد بن اسودؓ کھڑے ہوئے۔ اِس واقعے کی تفصیل کچھ یوں ہے کہ امام الانبیاء، سیّدالمرسلین، حضور علیہ الصلوٰۃ والسّلام جب مقامِ ذفران پر پہنچے، تو اطلاع ملی کہ قریش کا لشکر بڑی شان وشوکت کے ساتھ بڑھا چلا آرہا ہے، تاکہ وہ اپنے قافلے کا بچاؤ کرسکے۔

’’غزوۂ بدر‘‘ رسولِ اکرم ﷺ کی دفاعی اور جنگی حکمتِ عملی کا عظیم مظہر:

اِس اطلاع نے صُورتِ حال بدل کر رکھ دی کہ پہلے مسلمان، ابوسفیان کے تعاقب میں بڑھے چلے آرہے تھے، اب اچانک معلوم ہوا کہ قافلہ تو بچ کر نکل گیا ہے اور قریشِ مکّہ ایک لشکرِ جرّار کے ساتھ آرہے ہیں، اِس لیے حضور سرورِ عالم ﷺ نے مجلسِ مشاورت منعقد کی۔ مہاجرین، انصار، اوس وخزرج کے قبائل سب کو اس مجلس میں شمولیت کی دعوت دی گئی۔ جب سب جمع ہوگئے، تو حضور اکرم ﷺ نے صُورتِ حال سے آگاہ فرمایا اور پوچھا، اب تمہاری کیا رائے ہے؟ اِس موقعے پر سب سے پہلے سیّدنا صدیق اکبرؓ اُٹھے اور بہت خُوب صُورت گفتگو کی، پھر حضرت عُمرؓ اُٹھے، اُنہوں نے بھی اپنے جذبۂ جاں نثاری کا بھرپور مظاہرہ کیا۔

پھر حضرت مقدادؓ اُٹھے، اُنہوں نے عرض کیا: ’’یارسول اللہ ﷺ! تشریف لے چلیے، جہاں اللہ نے آپ کو حکم دیا ہے، ہم آپ کے ساتھ ہیں، بخدا! ہم آپ ﷺ کو وہ جواب نہیں دیں گے، جو جواب بنی اسرائیل نے حضرت موسیٰ علیہ السّلام کو دیا تھا کہ ’’جایئے! آپؑ اور آپؑ کا ربّ اُن سے جنگ کیجیے، ہم تو یہاں بیٹھے ہوئے ہیں۔‘‘ بلکہ ہم یہ کہیں گے، تشریف لے چلیے، ہم آپ ﷺ کے ساتھ مل کر جنگ کریں گے۔ اُس ذات کی قسم! جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے، اگر آپؐ ہمیں برک الغماد تک بھی لے جائیں، تو ہم آپ ﷺ کے ساتھ چلیں گے اور آپ ﷺ کی معیّت میں دشمن کے ساتھ جنگ کرتے جائیں گے، یہاں تک کہ آپ ﷺ وہاں پہنچ جائیں۔‘‘ حضور علیہ الصلوٰۃ والسّلام نے حضرت مقدادؓ کے یہ ایمان افروز کلمات سُن کر اُنہیں کلمۂ خیر سے یاد فرمایا اور اُن کے لیے دُعا فرمائی۔

اس کے بعد آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ’’اے لوگو! مجھے مشورہ دو۔‘‘ حضرت سعد بن معاذؓ یہ سُن کر اُٹھ کھڑے ہوئے اور عرض کیا: ’’اے اللہ کے رسول ﷺ! یوں محسوس ہوتا ہے کہ حضور ﷺ ہماری رائے پوچھ رہے ہیں؟‘‘ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: ’’بے شک‘‘ اِس پر حضرت سعدؓ گویا ہوئے: ’’بے شک، ہم آپ پر ایمان لائے ہیں، ہم نے آپ کی تصدیق کی ہے۔ ہم نے گواہی دی ہے کہ جو دین لے کر آپ تشریف لائے ہیں، وہ حق ہے اور اس پر ہم نے آپ کے ساتھ وعدے کیے ہیں۔ ہم نے آپ کا حکم سُننے اور اسے بجالانے کے پیمان باندھے ہیں۔ یارسول اللہ ﷺ! آپ تشریف لے چلیے، جدھر آپ ﷺ کا

ارادہ ہے۔

ہم آپ ﷺ کے ساتھ ہیں۔ اُس ذات کی قسم، جس نے آپ ﷺ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے، اگر آپ ہمیں سمندر کے سامنے لے جائیں اور خُود اس میں داخل ہو جائیں، تو ہم بھی آپ کے ساتھ سمندر میں چھلانگ لگا دیں گے، ہم میں سے ایک شخص بھی پیچھے نہیں رہے گا۔ ہم جنگ کے گھمسان میں صبر کرنے والے ہیں، دشمن سے مقابلے کے وقت ہم سچے ہیں، ہمیں اُمید ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کو ہم سے وہ کارنامے دِکھائے گا، جس سے آپ ﷺ کی چشمِ مبارک ٹھنڈی ہو جائے گی۔ پس، اللہ کی برکت پر آپ ﷺ روانہ ہوجایئے۔'' حضرت سعدؓ کے یہ مجاہدانہ جذبات سُن کر حضور اکرم ﷺ کی خوشی کی انتہا نہ رہی۔ پھر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''روانہ ہوجاؤ۔ تمہیں خوش خبری ہو، اللہ تعالیٰ نے مجھے دو گروہوں میں سے ایک گروہ پر غلبہ دینے کا وعدہ فرمایا ہے۔ بخدا! مَیں قوم (کفّارِ مکّہ) کے مقتولوں کی قتل گاہیں دیکھ رہا ہوں۔''

غزوۂ بدر کے موقعے پر آپ کی دفاعی حکمتِ عملی یہ تھی کہ فوج کے ہر حصّے پر جو افسر مقرّر فرماتے، اُسے بتاتے کہ کفّارِ مکّہ آگے بڑھیں اور اِتنی دُور پہنچ جائیں، تو اُن پر سنگ باری کی جائے اور جب اس سے قریب آجائیں، تو تیراندازی کی جائے۔ اگر مشرکین یک لخت حملہ کردیں، تو اُنہیں آگے بڑھنے دینا اور جب یقین ہوجائے کہ تمہارے تیر کارگر ہوں گے، تو اُس وقت اُنہیں تیروں کا نشانہ بنانا، جب وہ مزید قریب ہوجائیں، تو نیزوں سے کام لینا اور جب وہ تلوار کی زَد میں ہوں، تو تلوار سے حملہ آور ہونا۔

ان ہدایات سے آپ کا مقصد یہ تھا کہ غیر دانش مندی اور گھبراہٹ میں کوئی اقدام نہ کیا جائے، بلکہ جس وقت جس ہتھیار کے استعمال کا موقع ہو، اُسی سے کام لیا جائے۔ جوش و جذبات میں آکر جنگ میں پہل نہ کی جائے۔ حملہ اُسی وقت کیا جائے، جب حکم دیا جائے۔ دوسری طرف، جنگِ بدر میں عورتوں کے سپرد صرف بعداز جنگ مرہم پٹی ہی کی ذمّے داری نہ تھی، بلکہ جنگ کے دوران جن تیراندازوں کے تیر گر جائیں، اُنہیں اُٹھا کر تیراندازوں کو پہنچانے اور جنگ کرنے والوں کو پانی پلانے کی خدمت بھی اُن کے سپرد تھی۔ مجاہدین کو یہ ہدایت تھی کہ وہ دشمن کی عورتوں کو قتل نہ کریں۔

صف بندی اور اس کے معائنے کے بعد آپ نے جو خطبہ دیا، وہ فصاحت و بلاغت میں بے نظیر ہے۔ حمد و ثنا کے بعد آپ نے ارشاد فرمایا ''جن باتوں پر اللہ تعالیٰ تمہیں آمادہ کررہا ہے، اُن ہی کی مَیں بھی تمہیں دعوت دیتا ہوں اور اُن ہی باتوں سے مَیں تمہیں روکتا ہوں، جن سے اللہ تعالیٰ نے روکا ہے۔ اللہ کی شان بہت عظیم ہے۔ نہ معلوم وہ تمہارے کس عمل سے خوش ہوکر تمہیں کیا دے دے اور کس خواہشِ نفس پر قابو پانے کا کیا صلہ عطا فرمادے۔ اللہ حق کا حکم دیتا ہے، سچّائی کو پسند کرتا ہے، نیکی کرنے والوں کو اُن کے اخلاصِ مراتب کے اعتبار سے نوازتا ہے۔

اسی نیکی کے ساتھ اس کی یاد کی جاتی ہے اور اسی نیکی کی وجہ سے اس کے درجے قائم ہوتے ہیں۔ نیکی تو ایک ہی ہوتی ہے، لیکن جس درجے کا اخلاص اور اُسے انجام دینے کی جتنی زبردست خواہش ہوتی ہے، اُسی لحاظ سے اجر کے درجات میں کمی و زیادتی ہوتی ہے۔ اللہ نے تمہیں حق کی میزان بنا دیا ہے، تم جانتے ہو، وہی نیکی قبول ہوگی، جو اللہ کی خوش نُودی کے لیے ہو اور جنگ کے وقت چوٹ سہہ جانے اور مقابلے میں قوّتِ برداشت و استقامت کے لحاظ سے تمہاری افکار دُور ہوں گی، غم سے نجات پاؤ گے اور آخرت میں بھی نجات تمہاری قوّتِ برداشت کے اندازے پر ملے گی۔

اللہ کے نبی تمہارے درمیان موجود ہوں گے، جو گناہ اور کم درجے کی چیزوں کی طرف تمہیں جانے سے بچاتے ہیں، نیکی اور بلند درجوں کی باتوں کا تمہیں حکم دیتے ہیں۔ اِس بات سے شرم کرو کہ اللہ تعالیٰ تمہاری ایسی باتوں پر مطلع ہو، جس سے وہ نفرت کرتا ہے اور غضب ناک ہوتا ہے۔ دیکھو! اللہ نے اپنی کتاب میں تمہیں کیا احکام دیئے ہیں اور کچھ ایسے واقعات اللہ نے تمہارے سامنے پیش کردیئے ہیں، جن کی تعمیل کے خوش کُن نتائج تمہارے سامنے آچکے ہیں اور اس نے کِن کِن نعمتوں سے تمہیں سرفراز کیا ہے۔ تم بہت کم زور اور بے وقار تھے، اللہ تعالیٰ نے تمہیں غالب اور باوقار بنا دیا۔

اللہ تعالیٰ کے احکام پر پوری قوت سے عمل کرو، تمہارا ربّ خوش ہوجائے گا اور صبر و برداشت کے موقعے پر اپنے ربّ کو امتحان دے کر ان نعمتوں کے مستحق بنو، جن کا اللہ تعالیٰ نے تم سے وعدہ کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت نازل ہوگی۔ اس کی مغفرت سے سرفراز ہوگے۔

بے شک اس کا وعدہ حق ہے۔ اس کی بات سچّی ہے۔ اس کی نافرمانی بڑے عذاب کو دعوت دیتی ہے۔ بے شک، ہمارا تمہارا وجود اس حیّ و قیوم کی حیات بخشی سے ہے اور اس قیوم کے نظمِ قیامِ عالم سے ہماری زندگی کی منزلیں گزر رہی ہیں۔ ہم اس سے توقّع قائم کرتے ہیں، اسے مضبوطی سے تھامتے ہیں، اُسی پر بھروسا ہے اور اُسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔ اللہ ہمیں اور سب مسلمانوں کو بخش دے۔‘‘

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ خطبہ بلاغت اور ایجازِ کلام، نیز اپنے مقاصد کی جامعیت کا ایک منفرد نمونہ ہے، جس میں مسلمانوں کے سامنے وہ امور پیش کیے گئے، جن کے مطابق اُنہیں اپنی زندگی گزارنی ہے اور جن کے بغیر یہ اندیشہ ہے کہ اُن کی زندگی کا وہ کارنامہ، جس نے اُنہیں حیاتِ ابدی عطا کی ہے، محض انتقام نہ ہو جائے۔ نیز، نام وَری و شہرت کا جذبہ، مالِ غنیمت کی حرص اُن کے دل و نظر کو گم راہ نہ کر دے۔ یہ موقع جنگ کا تھا اور مسلمانوں کو آخرت طلبی اور نیکیوں میں سبقت کی دعوت دی جا رہی تھی، قلوب کو متوجّہ کیا جا رہا تھا تاکہ دنیا طلبی کا کوئی شائبہ نہ آنے پائے۔

کسی موقعے پر آپ نے مسلمانوں کو ظلم پر آمادہ کیا اور نہ ہی خون ریزی پر اُبھارا۔ ہاں، سرفروشی کے موقعے پر جان چُرانے سے ضرور روکا۔ موت کو آنکھوں سے دیکھنے کے باوجود راہِ حق پر جمے رہنے کی تلقین کی۔ آپ نے اپنے اِس خطبے سے مسلمانوں کے اندر یہ بصیرت پیدا کر دی کہ محض نفسانی جذبے کی بناء پر بڑی سے بڑی قربانی بھی نہ صرف یہ کہ بے وزن ہو جائے گی بلکہ دنیا و آخرت کی رسوائی کا سبب بنے گی۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جہاد فی سبیل اللہ کو مسلمانوں کا سب سے بڑا شرف بتایا اور اسے سب سے بڑی عبادت قرار دیا۔ یہ خطبہ مجاہدینِ بدر کا مورال بلند کرنے، اُن کی جرأت و شجاعت، دین پر استقامت اور اللہ کی راہ میں اپنا سب کچھ قربان کر دینے کا سبب بنا۔

رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دفاعی اور جنگی حکمتِ عملی:

ہجرتِ مدینہ کے بعد رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ’’مواخات‘‘ کے ذریعے مہاجرین کی آباد کاری، انصارِ مدینہ اور مہاجرین میں وسیع تر اخوت و یگانگت اور معاشی و معاشرتی استحکام کے بعد ’’میثاقِ مدینہ‘‘ کے ذریعے مدینۃ النبی میں امن کے قیام، ریاست کے استحکام، داخلہ امور اور دفاع پر خصوصی توجّہ دی۔ چناں چہ، آغاز ہی میں مدینے کے شمال، پھر جنوب اور پھر مشرقی علاقے میں آباد قبائل سے فوجی اور دفاعی معاہدے کیے، اُنہیں اپنا حلیف بنانے میں کامیابی حاصل کی۔

معروف سیرت نگار، ڈاکٹر محمد حمید اللہ کے بقول: ’’غالباً رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان حلیف قبائل کے سامنے یہ تجویز پیش کی ہوگی کہ تم تنہا ہو۔ تمہارے دشمن موجود ہیں، اگر وہ تم پر حملہ آور ہوں گے، تو کوئی تمہاری مدد نہیں کرے گا، ان حالات میں کیا یہ مناسب نہیں کہ تم اور ہم باہم حلیف بن جائیں۔ ہم وعدہ کرتے ہیں کہ اگر کوئی تم پر حملہ آور ہوگا، تو ہم تمہاری مدد کو دوڑے آئیں گے اور اگر ہم پر کوئی حملہ کرے اور ہم تمہیں بُلائیں، تو تم بھی ہماری مدد کو آنا۔ (محمد حمید اللہ، ڈاکٹر/ عہدِ نبوی کے میدانِ جنگ، راول پنڈی، علمی مرکز، 1988ء، ص25)

اِس قسم کے معاہدوں میں یہ صراحت تھی کہ یہ صرف فوجی معاہدہ ہے۔ (ایضاً ص25)

ڈاکٹر حمید اللہ لکھتے ہیں: ’’اِس قسم کے پانچ، سات معاہدے تاریخ میں اب تک محفوظ ہیں۔

اُن پر غور کیجیے، تو نظر آئے گا کہ ریاستِ مدینہ کو محفوظ کرنے کی تدبیر اِس انداز سے کی جا رہی ہے کہ مدینے کے اطراف کے علاقوں کو حلیف بنا لیا جائے، تاکہ اگر دشمن (بالخصوص کفّارِ قریش) مدینے پر حملہ کرنا چاہیں، تو وہ براہِ راست مدینے تک نہ پہنچ سکیں، بلکہ مدینے تک پہنچنے سے پہلے ہی درمیان کے علاقوں میں اُنہیں رکاوٹوں سے واسطہ پڑے، اس صُورت میں ہمارے حلیف اور دوست وہاں موجود ہوں گے، وہ اطلاع دے دیں گے۔ گویا، ایک ’’منڈل‘‘ حلقہ (Cordon) قائم ہو گیا۔

چناں چہ آغاز ہی سے آپ نے دفاعی نقطۂ نظر سے مدینے کے اطراف حلیفوں کی بستیاں قائم کیں اور پھر اُن دوستوں کی مدد سے دفاعی جنگی نقطۂ نظر سے مدینے کی حفاظت عمل میں آئی۔‘‘ (ایضاً ص26)

یہ ایک حقیقت ہے کہ مکّے میں کفّارِ قریش نے اسلام، پیغمبرِ اسلام صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابۂ کرامؓ کی عداوت و مخالفت میں تمام حربے استعمال کیے، جو کچھ اُن سے ممکن تھا، وہ کیا، اسلام اور مسلمانوں کا راستہ روکنے کے لیے تمام ممکنہ اقدامات کیے، صحابہؓ پر ظلم و ستم کے پہاڑ توڑے، یہاں تک کہ قریشِ مکّہ کے مظالم سے تنگ آ کر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابۂ کرامؓ اپنا

سب کچھ مکّے میں چھوڑ کر مدینۂ منوّرہ ہجرت کرنے پر مجبور ہوگئے۔صحابۂ کرامؓ مدینہ آئے، تو کفّارِ مکّہ نے اُن کی جائیدادوں پر قبضہ کرلیا۔ ان حالات میں مسلمانوں کو قانونِ فطرت کے تحت یہ حق حاصل تھا کہ وہ اُن سے جانی و مالی دونوں طرح سے انتقام لیں۔

آغاز میں مسلمانوں کے پاس اِتنی فوجی قوّت اور وسائلِ حرب نہیں تھے کہ وہ دشمن کو جانی نقصان پہنچائیں، لیکن مسلمانوں نے اُن پر معاشی دباؤ ڈالنا شروع کردیا۔ دوسری جانب، قریشِ مکّہ اپنی گزر اوقات کے لیے تجارت کے سوا کوئی اور وسیلہ نہیں رکھتے تھے۔ چناں چہ، جنگِ بدر سے قبل تقریباً سات مرتبہ مسلمان فوجیں، یہ اطلاع ملنے پر کہ قریش کا تجارتی قافلہ گزر رہا ہے، اسے روکنے کے لیے گئیں، لیکن وہ اُن کے ہاتھ نہ آیا، بلکہ کسی نہ کسی طرح بچ نکلا۔ تاہم کوششیں جاری رہیں، معلومات کے حصول کے وسائل کو ترقّی دی جانے لگی۔ حلیفوں کی تعداد بڑھانے پر توجّہ دی گئی۔ غرض، دفاعی اور جنگی نقطۂ نظر سے جو تدابیر ممکن تھیں، اختیار کی جاتی رہیں۔

جب قریش نے دیکھ لیا کہ مسلمان اُنھیں آسانی سے گزرنے نہیں دیں گے، تو اُنہوں نے زبردستی گزرنے کی ٹھان لی۔ جنگِ بدر سے عین قبل کا واقعہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جب یہ دیکھا کہ قریشِ مکّہ شمال کی طرف گئے ہیں، تو آپ کے ذہن میں یہ بات آئی کہ دشمن کا کارواں اس راستے سے واپس آئے گا، کسی اور راستے سے وہ واپس نہیں نکل سکتا۔

لہٰذا دو جاسوس مقرّر کیے گئے کہ وہ ملکِ شام جا کر اس تجارتی کارواں کے قریب رہیں۔ جیسے ہی یہ کارواں انتظام کر کے واپسی کا قصد کرے، تیزی سے اطلاع دی جائے کہ دشمن اب آنے والے ہیں۔ دل چسپ بات یہ ہے کہ جب یہ دونوں جاسوس تیزی سے مدینہ واپس آئے، تو دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ کو کارواں کی آمد کی اطلاع دیگر وسائل سے ہو چکی ہے اور آپ مدینے سے روانہ بھی ہو چکے ہیں۔ اِس سے یہ استنباط کرنا پڑتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ مختلف وسائل اختیار فرماتے تھے تاکہ دشمن کی خبریں مسلمانوں تک پہنچتی رہیں اور اس کا بھی انتظام کیا جاتا کہ مسلمانوں کی خبریں دشمن تک نہ پہنچنے پائیں۔

رسول اکرم ﷺ مدینے سے نکل چکے تھے اور فوجی فراست کی بدولت مدینے کے شمال کی جانب جانے کی بجائے جنوب کی جانب جاتے ہیں تاکہ دشمن کے پہنچنے سے پہلے کسی محفوظ مقام پر پہنچ پائیں، جہاں دشمن کو روکنا ممکن ہو۔ اس کے لیے بدر کا مقام منتخب کیا گیا۔ یہ مقام بلند پہاڑیوں کے درمیان تنگ وادیوں سے گزرتا ہے، اِس لیے نسبتاً آسانی کے ساتھ یہ ممکن تھا کہ مسلمان ایک ایسے مقام پر قیام کریں، جہاں تنگ راستہ ہو۔ وہ پہاڑوں میں چھپے رہیں، دشمن بے خبری میں آئے اور وہ اس پر چھاپہ مار سکیں۔ (ایضاً، ص:29)

اِن حالات میں تمام حربی، عسکری اور دفاعی امور پر بھرپور توجّہ دی گئی، یہاں تک کہ رسولِ کریم ﷺ نے اونٹوں کی گردنوں سے گھنٹیاں تک اُتارنے کا حکم دیا، معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے یہ کام فوج کی نقل و حرکت کو مخفی رکھنے کے لیے کیا تھا، کیوں کہ اونٹوں کے چلنے سے گھنٹیوں سے بلند آواز نکلتی ہے، جس سے دشمن کو فوج کی جگہ معلوم کرنے میں آسانی ہو جاتی ہے۔ رسول کریم ﷺ نے دشمن کے قافلے کے حالات معلوم کرنے کے لیے اپنے جاسوس بھی بھیجے۔

(محمد احمد باشمیل/غزوۂ بدر، مترجم اختر فتح پوری، نفیس اکیڈمی، کراچی، 1986ء، ص:140)

موجودہ دَور میں انہیں انٹیلی جینس یا حالات معلوم کرنے کے آلات کہا جاتا ہے، انٹیلی جینس کے افراد فوج کے آگے اِدھر اُدھر پھیل جاتے ہیں، ان میں سے ایک بسبس بن عمرو جہنی اور دوسرے عدی بن ابی الزغبا تھے۔ یہ دونوں

مروٹ روہی چک 321/HR میں جلسہ

مولانا وقاص احمد کی دعوت پر عشاء کی نماز کے بعد ۲؍فروری کو جلسہ منعقد ہوا۔ صدارت قاری محمد اکرم نے کی۔ مہمان خصوصی ضلعی مبلغ مولانا محمد قاسم رحمانی تھے۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی مبلغ حضرت مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی نے خلیفۃ الرسول بلافصل سیّدنا صدیق اکبرؓ سے لے کر مولانا حافظ ناصرالدین خاکوانی مدظلہ تک امت کی عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے عظیم الشان قربانیوں کا تفصیلی تذکرہ کرتے ہوئے کہا کہ امت نے ہزاروں مجاہدین کی قربانی دے کر عقیدۂ ختم نبوت کی حفاظت کی ہے اور آئندہ بھی کسی قربانی سے دریغ نہیں کیا جائے گا۔ جلسہ تقریباً دس بجے دعائے خیر کے ساتھ ختم ہوا۔ (امیر معاویہ)

پہلے اشخاص تھے، جنہیں رسولِ کریم ﷺ نے بدر کی جانب ابوسفیان کے حالات معلوم کرنے کے لیے بھیجا تھا۔(ایضاً ص:140)

رسولِ کریم ﷺ نے صحابۂ کرامؓ کے مشورے سے بدر کے ایک اندرونی حصّے کا انتخاب کیا، جہاں کنواں تھا۔

اس میں یہ مصلحت پیشِ نظر رکھی گئی کہ کفارِ مکّہ بدر آئیں گے، تو انہیں بھی پانی کی ضرورت ہوگی اور پانی کا صرف ایک کنواں تھا، اگر وہ مسلمانوں کے قبضے میں رہے گا، تو دشمن یہاں آئے گا، اِس طرح دشمن پر جنگی نقطۂ نظر سے فوقیت حاصل ہوگی۔ بعض صحابۂ کرامؓ کے مشورے سے ایک گڑھا بھی کھودا گیا، جس میں وافر مقدار میں پانی ذخیرہ کیا گیا۔ اس میں یہ مصلحت پوشیدہ تھی کہ دورانِ جنگ کسی کو پیاس لگے، تو اس دوران گہرے کنویں سے پانی نکالنے اور پینے میں دقت ہوگی، اس دوران دشمن حملہ آور ہو تو نقصان بھی پہنچا سکتا ہے۔

لہٰذا، مناسب ہوگا کہ ایک گڑھا ہو، جس میں پانی بھر دیا جائے اور سپاہی وہاں پہنچ کر فوراً چلّو سے پانی پی لیں۔ دشمن اگر یہاں آئے اور پانی پینا چاہے، تو اس کی نگرانی کے لیے کچھ لوگ یہاں متعیّن رہیں، گو کہ آج یہ تدبیریں معمولی محسوس ہوتی ہیں، لیکن اُس زمانے میں فوجی اور دفاعی نقطۂ نظر سے نہایت کارآمد ثابت ہوئیں۔(ایضاً ص:32)

اِس اثنا میں دشمن کی مکّے سے آنے والی فوج ابوجہل کی سرداری میں وہاں پہنچ گئی۔ دشمن کی فوج کی تعداد جاننے کے لیے ایک نگراں دستہ (پٹرول) بھیجا گیا۔ اس نے دشمن کی فوج کے دو آدمیوں کو گرفتار کر کے رسول اکرم ﷺ کے سامنے پیش کیا۔ آپ نے ان سے سوالات کیے، وہاں بھی دو باتیں ایسی نظر آتی ہیں کہ جو فوجی اور عسکری لحاظ سے انتہائی دل چسپ اور بنیادی اہمیت کی حامل ہیں۔

رسول اکرم ﷺ نے ان سے سوال کیا کہ ”تم کون ہو؟“ اُنہوں نے جواب دیا ”ہم مکّے سے آنے والی فوج کے سپاہی ہیں۔“ پھر آپ نے ایک دل چسپ سوال یہ کیا کہ ”تم لوگوں کی غذا کے لیے روزانہ کتنے اونٹ ذبح کرتے ہو؟“ اُنہوں نے جواب دیا ”ایک دن نو اور ایک دن دس۔“

یہ سُن کر حضور اکرم ﷺ نے فوراً یہ استنباط کیا کہ ان کی تعداد نو سو اور ایک ہزار کے درمیان ہوگی، کیوں کہ ایک اونٹ ایک سو افراد کی ایک دن کی غذا کے لیے کافی ہوتا ہے۔

(ایضاً ص32)

ایک سوال اُن سے یہ کیا گیا کہ فوج میں کون کون سے نام وَر سردار موجود ہیں؟ اِس سوال سے غالباً آپ یہ اندازہ لگانا چاہتے تھے کہ جنگ کے وقت فوج کی کمان کون کون کرے گا، میمنہ میں کون ہوگا، میسرہ میں کون ہوگا، مختلف مقامات پر کون کون ہوسکتا ہے؟ قصّہ مختصر، غزوۂ بدر کی تفصیلات پر غور کیا جائے، تو معلوم ہوتا ہے کہ عہدِ حاضر میں ماہرینِ حرب نے صدیوں کی تاریخ سامنے رکھ کر جنگ کے جو بنیادی اصول وضع کیے ہیں، اُن پر پیغمبرِ اسلام ﷺ پہلے ہی عمل کر چکے تھے۔☆☆

بقیہ:.... چناب نگر کورس میں شرکت

نبیرۂ حضرت بنوریؒ، جامعہ بنوری ٹاؤن کے نائب مہتمم مولانا سیّد احمد بنوری مدظلہ بھی تشریف لائے اور انہوں نے بھی اپنے دادا حضرت بنوریؒ کے مشن سے دلی وابستگی کا اظہار فرمایا اور طلبا سے خطاب فرمایا، جبکہ ۲۵ رفروری کو عالمی مجلس خیبر پختونخواہ کے روح رواں حضرت مولانا مفتی محمد شہاب الدین پوپلزئی مدظلہ نے بھی ولولہ انگیز خطاب فرمایا۔ حضرت مفتی صاحب کے بیان کے بعد آخری نشست یعنی تقسیم اسناد و انعامات کا سلسلہ شروع ہوا۔ مرکزی ناظم اعلیٰ حضرت مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری دامت برکاتہم العالیہ ضعف وعوارض کے باوجود تشریف لائے اور تقسیم اسناد کی نگرانی فرمائی، جبکہ خانقاہ سراجیہ کے سجادہ نشین صاحبزادہ حضرت مولانا خلیل احمد مدظلہ نے صدارت کی۔ مہمانان خصوصی مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری، مولانا مفتی شہاب الدین پوپلزئی، مولانا اللہ وسایا، مولانا سعد اللہ لدھیانوی ٹوبہ ٹیک سنگھ، مولانا سیف اللہ خالد چنیوٹ، مولانا نجم الدین بٹگرام، پیر رضوان نفیس، مولانا عبدالمتین خان، مولانا محمد سہیل، مولانا محمد عبداللہ عثمانی، مولانا امجد علی، مولانا صدیق احمد، مولانا تاج محمد پشاور، مولانا محمد صدیق توحیدی، محمد اسماعیل شجاع آبادی اور مولانا غلام رسول دین پوری کے ہاتھوں اسناد دلوائی گئیں۔ اسٹیج سیکریٹری کے فرائض مولانا عزیز الرحمٰن ثانی، مولانا عتیق الرحمٰن نے سرانجام دیئے۔

(مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی)

اُمّ المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا علمی مقام

مولانا غلام اکبر لاشاری

اُمّ المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا تمام ازواجِ مطہرات میں ایک خاص مقام رکھتی تھیں، آپ کو مجتہد صحابہؓ میں شمار کیا جاتا ہے، بلکہ اصحابِ رسول کو جب کسی مسئلہ میں مشکل پیش آتی تو آپ کے درِ اقدس پہ حاضر ہوتے اور اپنے مسائل پیش کرتے، آپ ان کا تشفی بخش جواب عنایت فرماتیں۔ ایک کثیر جماعتِ صحابہؓ وتابعینؒ کو آپ سے شرفِ تلمذ حاصل ہے۔ کبار صحابہ کرام وصحابیات علیہم الرضوان کو آپ پر حد درجہ اعتماد تھا۔ مختلف علوم پر آپ کو مکمل دسترس تھی۔ آپؓ کے مایہ ناز شاگرد، بھانجے اور تربیت یافتہ حضرت عروہؒ بن زبیرؓ کا قول ہے:

”مَارَأَیْتُ اَحَدًا اَعْلَمَ بِالْقُرْآنِ وَلَا بِفَرِیْضَۃٍ وَلَا بِحَلَالٍ وَلَا بِفِقْہٍ وَلَا بِشِعْرٍ وَلَا بِطِبٍّ وَلَا بِحَدِیْثِ الْعَرَبِ وَلَا نَسَبٍ مِّنْ عَائِشَۃَ رضی اللہ عنہا“ (تذکرۃ الحفاظ)

ترجمہ: ”میں نے قرآن، فرائض، حلال و حرام، فقہ، شاعری، طب، عرب کی تاریخ اور نسب کا عالم سیدہ عائشہ (رضی اللہ عنہا) سے بڑھ کر کسی کو نہیں دیکھا۔“

طبقاتِ ابن سعد میں ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن سے مروی ہے کہ ”میں نے سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے زیادہ نہ کسی کو سنتِ رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کا عالم دیکھا، نہ کسی ایسے معاملے میں جس میں رائے کی حاجت ہو، ان سے زیادہ کسی کو فقیہ دیکھا، اور نہ کسی آیت کے شانِ نزول میں ان سے زیادہ عالم دیکھا اور نہ فرائض میں کسی کو آپ سے بڑھ کر پایا۔“

اسی طرح عطا ابن ابی رباح رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

”کَانَتْ عَائِشَۃُ اَفْقَہَ النَّاسِ وَاَعْلَمَ النَّاسِ وَاَحْسَنَ النَّاسِ رَأْیًا فِی الْعَامَّۃِ۔“

یعنی ”عام معاملات میں حضرت عائشہ (رضی اللہ عنہا) سب سے بڑھ کر فقیہہ، سب سے بڑی عالمہ اور رائے ومشورہ میں سب سے بڑھ کر تھیں۔“

امام زہری رحمۃ اللہ علیہ ان تمام باتوں کا احاطہ کرتے ہوئے آپ کے بارے میں فرماتے ہیں:

”لَو جمع عِلمُ النَّاسِ کُلّھم ثُمَّ عِلمُ اَزْوَاجِ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم فَکَانَتْ عائشۃُ وسعُھم عِلماً“ (طبقات ابن سعد، الاصابہ فی تمیز الصحابہؓ)

”اگر تمام مردوں اور اُمہات المومنین کا علم ایک جگہ جمع کیا جائے تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا علم سب سے وسیع تر ہوگا۔“

امام زہری رحمۃ اللہ علیہ کا مقام اور مرتبہ کسی سے مخفی نہیں، ان کا قول سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں ایک حجت کا درجہ رکھتا ہے۔

علامہ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ سیدہ صدیقہؓ علم کا بحرِ بے کنار تھیں۔

(تذکرۃ الحفاظ)

فقیہۂ امت:

ابن سعدؒ نے محمود بن لبیدؒ سے روایت کیا ہے کہ: ”ازواجِ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کثیر احادیث حفظ کیں، مگر نہ عائشہؓ، اُم سلمہؓ کے برابر۔“

سیدہ عائشہ، حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہم کے عہد میں اپنی وفات تک برابر فتویٰ دیتی رہیں، ان پر اللہ کی رحمت ہو، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد آپ کے پاس اکابر صحابہؓ حضرت عثمان، حضرت عمر رضی اللہ عنہما آدمی بھیج کر احادیث دریافت کیا کرتے تھے۔

ایک اور روایت میں ہے کہ آپؓ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں بھی فتویٰ دیتی تھیں۔ (طبقات ابن سعد)

آپؓ کے تبحرِ علمی کے سبھی اصحاب پاکؓ نہ صرف معترف تھے، بلکہ اکابر صحابہ کرامؓ کو آپ سے شرفِ تلمذ حاصل ہے اور مشکل مسئلہ میں آپ ہی کی طرف رجوع کیا جاتا، گویا کہ وصالِ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد آپؓ نے اُمت کی ہمیشہ رہنمائی فرمائی ہے۔

حضرت مولانا قاضی اطہر مبارک پوری رحمۃ اللہ علیہ رقم طراز ہیں:

’’حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے اکابر صحابہؓ کی ایک جماعت نے تفقہ حاصل کیا ہے اور روایت کی ہے۔ ان میں عمرو بن عاصؓ، ابو موسیٰ اشعریؓ، زید بن خالد جہنیؓ، ابو ہریرہؓ، ابن عباسؓ، ربیعہ بن عمرو جوشیؓ، سائب بن یزیدؓ، حارث بن عبداللہ ابن نوفلؓ وغیرہ زیادہ مشہور ہیں۔ اور اکابر تابعین میں سعید ابن مسیبؒ، علقمہ بن قیسؒ، عمرو بن میمونؒ، مطرف بن عبداللہ بن شخیرؒ، مسروق بن اجدعؒ، اسود بن یزید نخعیؒ کے علاوہ بہت بڑی جماعت ہے۔‘‘

(خیر القرون کی درسگاہیں، صفحہ نمبر: ۱۲۵)

کثیر الروایہ:

علامہ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ: آپ کو آٹھ برس اور پانچ ماہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت و رفاقت میں رہنے کا شرف حاصل ہے۔ (تذکرۃ الحفاظ)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا شمار کثیر الروایہ صحابہؓ میں ہوتا ہے۔ مسند احمد بن حنبل میں آپ کی مرویات کی تعداد ۲۴۳۴ درج ہے، اس میں تکرار کو شمار کیا گیا ہے۔ بغیر تکرار کے محدثین نے آپ کی مرویات کی تعداد ۲۲۱۰ نقل کی ہے، جن میں ۱۷۴ احادیث متفق علیہ، ۵۴ احادیث میں امام بخاریؒ منفرد ہیں اور ۶۸ احادیث میں امام مسلمؒ منفرد ہیں۔

بعض علماء کرام نے آپ کو کثیر الروایہ صحابہؓ میں چوتھے، بعض نے چھٹے اور بعض نے ساتویں نمبر پر شمار کیا ہے۔

حضرت مولانا سید سلیمان ندوی رحمۃ اللہ علیہ آپ کا علمی مقام ان الفاظ میں بیان کرتے ہیں:

’’روایات کی کثرت کے ساتھ ساتھ تفقہ اور قوتِ استنباط کے علاوہ سیدہ عائشہؓ کی روایتوں کی ایک خاص خصوصیت یہ بھی ہے کہ وہ جن احکام اور واقعات کو نقل کرتی ہیں، ان کے علل و اسباب بھی بیان کرتی ہیں۔ وہ خاص حکم جن مصلحتوں پر مبنی ہوتا ہے، ان کی تشریح کرتی ہیں۔‘‘ (سیرتِ عائشہؓ)

علم الفرائض:

علم الفرائض کو نصف علم قرار دیا جاتا ہے، قدرت نے آپؓ کو اس سے بھی حظِّ وافر عطا فرمایا تھا۔ آپ نے صحبت و رفاقتِ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے خوب خوب استفادہ کیا، پھر اسے اُمت کو منتقل کرنے میں حق ادا کر دیا۔ ابن سعدؒ مسروقؒ سے روایت نقل کرتے ہیں کہ:

’’ان سے کہا گیا کہ کیا حضرت عائشہؓ فرائض اچھی طرح جانتی تھیں؟ انہوں نے کہا: کیا خوب! قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، میں نے انہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کی اُستانی دیکھا ہے کہ اکابر صحابہ کرامؓ ان سے فرائض پوچھتے تھے۔‘‘ (طبقات ابن سعد، الاستیعاب)

دیگر علوم:

علم الانساب تو گویا آپ کو وراثت میں ملا تھا، کیونکہ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ علم الانساب میں اپنا ثانی نہیں رکھتے تھے، علمِ کلام کے بارے میں آپ کو خاص ملکہ حاصل تھا، جن میں رویتِ باری تعالیٰ، عصمتِ انبیاء کرام علیہم السلام اور سماعِ موتیٰ پر آپ کے نظریات و خیالات سے متکلمین کو راہنمائی ملتی ہے۔ علمِ تاریخ میں ہشام نے اپنے والد عروہ کا جو قول نقل کیا ہے وہ کافی ہے، جس میں وہ فرماتے ہیں کہ: ’’تاریخ و انساب میں آپ رضی اللہ عنہ سے بڑھ کر جاننے والا کوئی نہ تھا۔‘‘

حضرت عروہؒ کہتے ہیں کہ: ’’میں نے فقہ، طب اور شعر میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے زیادہ علم والا نہیں دیکھا۔‘‘

اشعار کے بارے میں حضرت عروہؒ ہی کے بارے میں ابن عبدالبرؒ نے الاستیعاب میں لکھا ہے کہ: ’’ابو زناد کہتے ہیں کہ میں نے اشعار کے حفظ کے بارے میں حضرت عروہؒ جیسا کسی کو نہیں دیکھا، ان سے پوچھا گیا: اے ابو عبداللہ! یہ اشعار آپ کو کس نے یاد کروائے ہیں؟ انہوں نے بتایا کہ مجھے صرف وہی اشعار آتے ہیں جو میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے سنے ہیں، وہ بر موقع شعر سنایا کرتی تھیں۔‘‘

(الاستیعاب لابن عبدالبر)

آپ کو فصاحت و بلاغت میں نمایاں مقام حاصل تھا، اس میں سیدنا عمر رضی اللہ عنہ اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے بعد آپ کا درجہ ہے، آپ کے خطبات اس کی عکاسی کرتے ہیں جن میں جوشِ خطابت، فصاحت و بلاغت، اسرار و اشعار کی آمیزش ہوتی، جیسا کہ ترمذی میں موسیٰ بن طلحہ کا یہ قول نقل ہے: ’’مَا رَأَيْتُ أَفْصَحَ مِنْ عَائِشَةَ‘‘۔۔۔ ’’میں نے عائشہؓ سے زیادہ کسی کو فصیح اللسان نہیں دیکھا۔‘‘

تاہم آپ اشعار نہیں کہتی تھیں، البتہ شاعرانہ صلاحیت آپ میں خوب تھی،

(باقی صفحہ 20 پر)

امام الہدیٰ حضرت مولانا عبیداللہ انور رحمۃ اللہ علیہ

دوسری قسط

پیر طریقت حضرت مولانا سیّد جاوید حسین شاہ نور اللہ مرقدہ

حضرت شیخ التفسیرؒ کا ادراک باطنی:

باطنی ادراک، قوت نسبت اور روشن ضمیری میں حضرت لاہوریؒ کا ہم پلہ نہ ان کے دور میں کوئی تھا اور نہ اب ان جیسا کوئی ہے۔ اللہ جل شانہ نے حضرتؒ کو کشفِ قبور اور کشفِ قلوب جیسی نعمتوں میں سے وافر حصہ عطا فرمایا تھا۔ دسیوں واقعات مستند حضرت کے مشہور ہیں۔ قبر کی طرف توجہ دے کر فرمادیا کرتے تھے صاحبِ قبر عذاب میں ہے یا راحت میں۔ قبر میں کوئی ہے بھی یا نہیں۔ ایک مرتبہ تبلیغ کے سلسلے میں حضرت تحصیل شکرگڑھ تشریف لے گئے۔ راستہ میں ایک مقبرہ نظر آیا، تانگہ جب قریب سے گزرا تو فرمایا: قبر ہے میت نہیں۔ اندر سے خالی ہے۔ مقام پر پہنچ کر معلوم ہوا کہ یہاں ایک فقیر رہتا تھا۔ لائل پور کسی گاؤں گیا وہیں مرگیا اور وہ وہیں دفن بھی کردیا گیا۔ یہاں اس کے مریدوں نے مقبرہ بنا کر عرس شروع کردیا ہے۔ ایک مرتبہ حضرت ریل گاڑی میں سفر کررہے تھے۔ ریلوے لائن سے کچھ دور ایک قبر نظر آئی۔ فرمایا: اس قبر کے مکین بڑے اللہ والے ہیں، ایک بار قبرستان سے گزر رہے تھے کہ تین قبریں برابر تھیں۔ فرمایا: تینوں نیک آدمی ہیں، لیکن درمیان والے کا درجہ بلند ہے۔ ایک دفعہ بتلایا کہ مجھے شاہی قلعہ لاہور کی غربی دیوار کے پاس ایک خاص قسم کی خوشبو آتی ہے، وہاں ایک ولی اللہ کو مدفون پاتا ہوں۔ مجھے ان کے سر اور پاؤں کا بھی علم ہے، میں باطن کی آنکھ سے دیکھ چکا ہوں، مگر بتاتا اس لئے نہیں کہ لوگ سجدہ گاہ بنالیں گے۔ (حوالہ مردِ مومن)

ہمارے حضرت امام الہدیٰؒ کو بھی اللہ پاک نے اس نعمت سے نوازا تھا۔ محترم عثمان غنی بی اے مرحوم جو ہمارے حضرت کے خصوصی متعلقین میں سے تھے، واہ کینٹ میں سکونت پذیر تھے۔ حضرتؒ سے بے حد محبت کا تعلق تھا، فرماتے ہیں کہ والد صاحب کے انتقال کے بعد طبیعت میں بے انتہا بے چینی تھی۔ کسی طرح سکون وصبر نہ آئے۔ حضرتؒ کے پاس حاضری ہوئی۔ میں نے عرض کیا کہ کسی طرح معلوم ہوجائے کہ والد صاحب کا کیا حال ہے؟ پوچھا کس جگہ مدفون ہیں؟ عرض کردیا۔ پوچھا: گاؤں کے کس سمت قبرستان ہے؟ بتادیا۔ حضرت نے کچھ دیر کے لئے آنکھیں بند فرمائیں پھر ارشاد فرمایا کہ والد مرحوم ایک عام سے مسلمان تھے، الحمدللہ! ایمان پر موت ہوئی ہے، آپ ہر نماز کے بعد یہ آیات پڑھ کر ایصالِ ثواب کردیا کریں۔

حضرت لاہوریؒ کا کشفِ قلوب:

حضرت لاہوریؒ کو کشفِ قلوب پر بھی عبور حاصل تھا۔ ایک مرتبہ ایک شخص بیعت کے لئے حاضر ہوا۔ تین دن مسلسل اصرار کرتا رہا۔ حضرت انکار فرماتے تھے، ایک روز اس نے زور سے کہا جو آتا ہے بیعت کرلیا جاتا ہے، مگر مجھے محروم کردیا، کیا یہی طریقہ سید دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تھا؟ اس پر حضرت اسے اندر لے گئے اور اس سے تنہائی میں پوچھا سچ بتاؤ! تم کس لئے بیعت ہوتے ہو؟ اس نے عرض کیا: حضرت میں ایک آدمی سے رشتہ مانگتا ہوں مگر وہ سب لوگ حضرت کے مرید ہیں، ان کا اصرار ہے کہ میں آپ کا مرید ہوجاؤں۔ اس پر حضرت نے فرمایا کہ میں نے بار بار تیرے دل کی طرف توجہ کی، مگر اس کو انکار کرتا ہوا پایا۔ اگر میں اندھا ہوتا تو بیعت کرلیتا، اس طرح کے دسیوں واقعات کشفِ قلوب کے مشہور ہیں۔

ہمارے حضرت امام الہدیٰؒ کو بھی اللہ تعالیٰ نے کشفِ قلوب کا علم وافر عطا فرمایا تھا۔ خود بندہ کے ساتھ معاملہ پیش آیا کہ بندہ اور مولانا محمد عابد صاحب خیرالمدارس ملتان والے اور حضرت مولانا قاری محمد ادریس ہوشیارپوری ایک مجلس میں تھے۔ تذکرہ ہوا کہ حضرت تھانویؒ کی کتابوں میں تصوف بہت زیادہ ہے، مطالعہ کرنا چاہئے۔ بندہ نے کہا کہ میں اپنے حضرت سے پوچھ کر مطالعہ کروں گا۔ خیال تھا کہ حضرت سے اجازت لے کر شروع کرنا چاہئے۔ لاہور حاضری ہوئی

خیال تھا کہ پوچھوں گا، لیکن مجلس میں نہ پوچھ سکا۔ بعد مجلس حضرتؒ اچانک میرا بازو پکڑ کر ایک طرف لے گئے، فرمایا: ”حضرت تھانویؒ کی کتابوں میں واقعی تصوف بہت زیادہ ہے، مطالعہ کرلیا کریں۔ اللہ اکبر۔“

ہمارے حضرت امام الہدیٰؒ کا ایک کشف:

حضرت امام الہدیٰؒ نے اپنے مزاج کے برعکس تحدیث نعمت کے طور پر ایک کشف اپنا بیان فرمایا کہ یہ سیہ کار بذریعہ ”سفینۂ حجاج“ عمرہ وزیارات پر روانہ ہوا۔ بطور زادِ راہ کچھ رقم پاس تھی۔ عدن سے جب جہاد گزرا تو اس رقم کا خیال آیا۔ اہلیہ محترمہ سے پوچھا تو انہوں نے بتایا کہ آپ کے پاس تھی۔ حالانکہ وہ میرے پاس نہیں تھی۔ میرے دل کو ذرا سی بھی بے اطمینانی نہیں ہوئی۔ بچے سو رہے تھے۔ میں نے سورۃ الضحیٰ پڑھنا شروع کی اور چل پڑا اچانک آنکھوں کے سامنے ایک جراب نظر آئی تو یاد آیا کہ وہ رقم اس میں تھی۔ پھر تصور میں ایک کچرے کا ڈرم نظر آیا میں نچلی منزل پر چلا گیا، وہاں ایک خاصی بیٹھا ہوا تھا، کہنے لگا: یہاں کوئی نہیں ہے۔ میں نے اس کی طرف توجہ نہ کی غسل خانے میں داخل ہونے کے لئے آگے بڑھا تو اس نے کہا: ذرا ٹھہریئے! میں نے توجہ نہ دی۔ ورد جاری تھا، کیا دیکھتا ہوں کہ وہی ڈرم کونے میں موجود ہے۔ کچرا بھرا ہوا ہے، جھک کر دیکھا تو وہی جراب پانی میں لت پت موجود تھی۔ اٹھایا باہر نکل آیا۔ خلاصی اندر داخل ہوا ڈرم اٹھا کر کچرا اس نے سمندر میں پھینک دیا، اہلیہ کو بتایا تو وہ حیران رہ گئیں، صابن سے دھوکر سکھاتی رہیں۔ (مقالات وارشادات)

امام الہدیٰؒ کی دلجوئی واصغر نوازی:

ہمارے حضرت امام الہدیٰؒ کو مولیٰ پاک نے جملہ اوصاف واخلاق حمیدہ سے نوازا تھا اور بعض باتیں تو ایسی تھی جو عدیم المثال تھیں۔ کہیں اور نظر نہ آئیں مثلاً دلجوئی، اصغر نوازی اور حوصلہ افزائی۔ لوگ حضرت کو بہت زیادہ تنگ کرتے تھے۔ بہت مخلوق حضرت کی معتقد تھی۔ حضرت ہر کسی کی بات سنتے تھے۔ مسجد ہو، گھر کے باہر ہوں، گلی میں ہوں، جب تک سائل کی تشفی نہ ہوجاتی، نہ رُخ موڑتے نہ آگے بڑھتے۔ حتیٰ کہ بعض اوقات گھنٹہ گھنٹہ ایک آدمی کی بات سنتے رہتے تھے۔ کبھی رُخ نہیں پھیرتے تھے۔ کوئی کسی کو اتنا وقت نہیں دیتا، کوئی کسی کے لئے اتنا کھڑا نہیں ہوتا، جتنا حضرت کھڑے ہوتے تھے۔ حالانکہ حضرت کی کمر میں تکلیف تھی۔ مستقل مریض تھے، لیکن کیا مجال کہ اس معمول میں کبھی فرق آیا ہو۔ رات کے دو تین بج جاتے آواز بھرا جاتی، حضرت کو چکر آجاتا۔ کھڑے سے بیٹھ جاتے، لیکن کسی کی بات سننے سے انکار نہیں کرتے تھے۔

مولانا ضیاء القاسمی مرحوم ایک مضمون میں رقم طراز ہیں کہ مولانا عبیداللہ انورؒ کی میری نظر میں سب سے بڑی خوبی اصاغر کی حوصلہ افزائی تھی۔ آپ اس کو معمولی سمجھیں، لیکن میرے نزدیک یہ انسانیت کا قیمتی ترین جوہر ہے، جو اب بڑے بڑے لیڈروں میں بھی مفقود ہے۔

حضرت مولانا ضیاء القاسمیؒ سناتے تھے کہ ہم حضرت مولانا عبیداللہ انورؒ کی مجلس میں بیٹھے ہوئے تھے۔ ایک شخص کسی شہر سے آیا اور وہاں کے کسی عالم کی بُرائی کرنے لگا۔ جب وہ بات کرکے فارغ ہوا تو حضرت انورؒ نے

تین روزہ شعور ختم نبوت وفہم دین کورس

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت رحیم یار خان کے تحت مولانا حسنین معاویہ مہتمم جامعہ امدادیہ رحیم یار خان اور مولانا قاری محمد اطہر صاحب، نذیر شاہ صاحب کی زیر نگرانی جامع مسجد علی المرتضیٰ چک ۷۲ نزد چوک بہادر پور بائی پاس میں مدارس، اسکول، کالج اور یونیورسٹیز کے ٹیچرز (مردو خواتین) طلبا وطالبات، عوام الناس، تاجر، زمیندار اور ڈاکٹرز حضرات کے لئے ۱۶ تا ۱۹ ر فروری ۲۰۲۵ء بروز پیر، منگل، بدھ کو مغرب تا عشاء ”تحفظ ختم نبوت وفہم دین کورس“ منعقد کیا گیا۔ جس میں عقیدہ ختم نبوت اور اس کی اہمیت اور امت مسلمہ کی ذمہ داری، حیات رفع ونزول عیسیٰ علیہ السلام، ظہوری مہدی علیہ الرضوان، مرزا قادیانی اور قادیانیت کے کفریہ عقائد، قادیانیوں اور عام کافروں میں فرق، دورِ حاضر کے موجودہ فتنے ان کے کفریہ اور گمراہ کن عقائد اس کے علاوہ نکاح، طلاق وخلع جیسے اہم موضوعات پر تین دن عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی راہنما ورکن شوریٰ مولانا مفتی محمد راشد مدنی صاحب، مفتی محمد سلطان مبلغ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ضلع رحیم یار خان نے لیکچر دیا اور پروگرام میں سینکڑوں کی تعداد میں مردوخواتین نے شرکت کی۔

فرمایا: اس شہر میں فلاں عالم رہتے ہیں؟، انہی کا نام لیا، جن کی یہ شخص بُرائی کررہا تھا۔ فرمایا: بڑے عالم ہیں، نیک ہیں، بڑے اچھے ہیں، ایسے ہیں، ویسے ہیں، میرا ان کو سلام بھی کہنا اور میرے لئے ان سے دعا بھی کروانا۔ اسی وقت صفائی کردی، اس مسئلے کی۔

حضرت مولانا عبیداللہ انورؒ کسی کی بُرائی نہیں کرتے تھے، نہ سنتے تھے، بلکہ میں نے خود دیکھا، سنا، حضرت اپنے دشمنوں کا نام بھی حضرت کہہ کرلیتے تھے، اتنی پاکیزہ زبان تھی، کسی کی بُرائی کا تصور نہیں تھا، دوسروں کی ایذاؤں کو برداشت کرتے تھے، خود کسی کو کبھی تکلیف نہیں پہنچاتے تھے۔

ایک دفعہ ایک ساتھی حضرت کو دبا رہے تھے، کندھے سے دباتے دباتے ہاتھ تک آگئے، دبانے والے نے دیکھا کہ خون کندھے سے چل کر انگلیوں تک آگیا۔ حضرتؒ نے فرمایا: ٹیکہ لگوایا تھا، خراب ہوگیا، آپ کو پتہ نہیں تھا۔ جب وہ دبا رہے تھے تکلیف تو اس وقت ہورہی تھی، اس وقت کچھ نہیں کہا، جب اس نے خون دیکھ لیا تو یہ بات فرمائی۔ اس حد تک دوسروں کی تکلیف وایذاء برداشت کرتے، ان میں دلجوئی بے حد تھی۔

ایک دفعہ جمعیت علماء اسلام کا اجلاس تھا، شیرانوالہ گیٹ قاسم العلوم میں۔ حضرت درخواستیؒ، حضرت مولانا مفتی محمودؒ، مولانا غلام غوث ہزارویؒ بڑے بڑے علماء کرام تشریف لائے ہوئے تھے۔ مفتی صاحب نے کہا: حضرت! آپ کے گھر اجلاس ہورہا ہے، بڑا اہم اجلاس ہے، آپ نے شرکت ضرور کرنی ہے۔

حضرتؒ ان دنوں میں کچھ ایام کے لئے بعض اوقات غائب ہوجاتے تھے۔ جنگل کی طرف نکل جاتے تھے، گھر نہیں آتے تھے، دو دو، تین تین دن ایسے ہی گزر جاتے تھے، کچھ لوگوں کو ان باتوں پر اشکال ہوتا ہے لیکن حدیث میں صاف آیا ہے کہ سیدہ عائشہؓ فرماتی ہیں کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھے فرماتے: میری اونٹنی پر میرا سامان رکھ دو اور دو دو تین تین دن کے لئے جنگل میں نکل جاتے، وہاں جاکے اللہ تعالیٰ کا ذکر، عبادات کرتے، خلوت کرتے پھر گھر واپس تشریف لایا کرتے تھے۔ خلوت میں ذکر کرنا، عبادت کرنا، نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت ہے۔

مفتی صاحب نے حضرت کو تاکید کی کہ آپ نے آج نہیں جانا۔ اجلاس میں شرکت کرنی ہے۔ آپ کے گھر میں اجلاس ہورہا ہے اور اہم اجلاس ہے۔ حضرت نے فرمایا: ٹھیک ہے، لیکن حضرت اجلاس میں تشریف نہیں لائے۔ لمبا اجلاس ہوا، حضرت دیر تک بیٹھے رہے۔ اجلاس ختم ہوگیا، حضرت تشریف نہیں لائے۔ جب حضرت اجلاس کے بعد دیر سے آئے تو مفتی صاحب بہت ناراض ہوئے۔ مفتی صاحب بڑے تھے، جمعیت علماء اسلام کے بڑے تھے، عمر میں بھی بڑے تھے، روحانی مقام اللہ ہی جانتا ہے کس کا بڑا تھا تو مفتی صاحب نے حضرت کو بہت ڈانٹا بہت سخت سست کہا کہ میں نے اتنی تاکید کی، آپ کے گھر اجلاس ہو رہا ہے، آپ نے وعدہ بھی کیا، حضرتؒ، مفتی صاحب کی ڈانٹ سر نیچا کرکے سنتے رہے، سنتے رہے۔ جب مفتی صاحب ڈانٹ کے خاموش ہوگئے اور تھک گئے تو حضرتؒ نے بات فرمائی کہ مفتی صاحب! چھوٹے بھائی سخت بیمار تھے، ان کی تیمارداری میں لگا رہا۔ آخر وہ فوت ہوگئے ہیں اب ان کے اوپر چادر ڈال کے آیا ہوں۔ جب حضرت مفتی صاحب ناراض ہورہے تھے اس وقت بھی کہہ سکتے تھے، لیکن اس وقت اظہار نہیں فرمایا۔ مفتی صاحب بڑے پشیمان ہوئے کہ اتنا بڑا واقعہ پیش آیا اور میں نے اسے ڈانٹ دیا، لیکن حضرت کا مزاج ایسا تھا کہ سر نیچا کرکے اپنے بڑوں کی سختیاں، چھوٹوں کی سختیاں سب کی سب برداشت کرتے تھے۔ (جاری ہے)

بقیہ:.... حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا

اللہ تعالیٰ نے آپ کو مختلف علوم میں مہارتِ تامہ عطا فرمائی تھی، جن میں سے چند ہم نے اختصار سے پیش کیے ہیں۔ اسلامی تاریخ، غزوات، سیر، نزولِ قرآن کی ترتیب و مقامات، وحی کی کیفیت اور دیگر واقعات آپ ہی کے ذریعے امت تک پہنچے، آپ کی روایت کردہ احادیث، آپ کے فتاویٰ اور اقوال آج بھی امت کے لیے رشد وہدایت کا ذریعہ ہیں اور تا قیامت آپ کا یہ فیض جاری وساری رہے گا۔

استاذ المحدثین نامور سیرت نگار حضرت مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ لکھتے ہیں: ’’احکامِ شرعیہ کا چوتھائی حضرت عائشہؓ سے منقول ہے۔‘‘ (سیرت المصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم، جلد سوم)

مولانا ابوالکلام آزاد رحمۃ اللہ علیہ

(قلمی خاکہ)

جناب سہیل انجم صاحب

خوبصورت قد و قامت، صاحبِ عزم و عزیمت، پیشانی آماجگاہِ نور، آنکھیں علمیت سے بھرپور۔ بارعب چہرہ، چہرے پہ تقدس کا پہرہ۔ زیبِ تن ٹوپی و شیروانی، ہر حال میں انداز ہندوستانی۔ چال ڈھال میں شرافت، انداز و اطوار میں متانت۔ خطابت کے مردِ میدان، ذی جاہ، ذی شرف، ذی شان۔ آپ کی ذات میں اک شہرِ علم آباد ہے، آپ کا نام مولانا ابوالکلام آزاد ہے۔ شہر مکہ میں ولادت ہوئی، جو ہند کے لیے باعث سعادت ہوئی۔ والد، صاحبِ علم و معرفت تھے، مرجع خلائق و مرکز عقیدت تھے۔ انھوں نے محی الدین نام رکھا، نام میں پوشیدہ اک پیغام رکھا۔ وہ انھیں اپنا نائب بنانا چاہتے تھے، اپنی مسندِ خلافت پہ بٹھانا چاہتے تھے۔ مگر ابوالکلام تو سب سے جدا تھے، ندرت و انفرادیت پر فدا تھے۔ آپ نے آزاد تخلص اپنایا، نیا راستہ نیا جہان بنایا۔ لڑکپن ہی میں ایڈیٹر ہوئے، علم و فضل کے پیکر ہوئے۔ کئی اخباروں کے بعد الہلال نکالا، بصد ذوق و شوق و بہ کمال نکالا۔ الہلال کیا تھا سور اسرافیل تھا، پیغام بے نظیر و بے عدیل تھا۔ جسے سن کے اہل فلک بھی جاگ اٹھے، مہ و خورشید و شفق بھی جاگ اٹھے۔

پیر گردوں نے کہا سن کے کہیں ہے کوئی
بولے سیارے سرِ عرشِ بریں ہے کوئی
چاند کہتا تھا نہیں اہلِ زمیں ہے کوئی،
کہکشاں کہتی تھی پوشیدہ یہیں ہے کوئی۔

الغرض جتنے منہ اتنی باتیں ہوئیں، گمان و حقیقت میں کتنی ملاقاتیں ہوئیں۔ شبلی نے تو پیر جہاں دیدہ سمجھا، اوروں نے اک غنچۂ دمیدہ سمجھا۔ وحید الدین سلیم نے عجائبِ عالم کہا، حالی نے اِک کمسن ابنِ آدم سمجھا۔ بالمشافہ ملاقات پر سب حیران ہوئے، اُن کے مرتبۂ علم پر قربان ہوئے۔ الہلال نے عطاء اللہ شاہ بخاری کو خطابت سکھائی، مولانا حفظ الرحمٰن کو ادائے سیاست سکھائی۔ سرحدی گاندھی کو سیاسی راستہ دکھایا، شیخ الہند کو بھولا ہوا سبق یاد آیا۔ گویا الہلال اخبار نہیں دانش گاہ تھا، مظلومینِ ہند کے لیے جہاں پناہ تھا۔ آپ جنگ آزادی کے بھی سپہ سالار تھے، انگریزوں کے حق میں شمشیر آبدار تھے۔ اپنی خطابت سے مجاہدین کا لہو گرماتے، اظہارِ کلمۂ حق میں ذرا نہ شرماتے۔ انگریزوں نے جب بھی پابہ زنجیر کیا، آپ نے اپنے زبان و قلم کو تیغ و تفنگ و شمشیر کیا۔ جب بھی پروانۂ گرفتاری آپ کے نام آیا، آپ کی زبان پہ مومن کا یہ کلام آیا۔ پھر بہار آئی وہی دشت نوردی ہوگی، پھر وہی پاؤں وہی خارِ مغیلاں ہوں گے۔ سفرِ زنداں کے لیے ہمیشہ پابہ رکاب رہے، آزادیٔ ہند کے لیے سدا محو خواب رہے۔ گوشۂ قفس کو بھی جائے غنیمت جانا، قلم و قرطاس کے لیے عرصۂ مہلت جانا۔ آپ تصنیف و تالیف کے شہنشاہ ہیں، اسرار و رموزِ معرفت سے آگاہ ہیں۔ ''ترجمان القرآن'' آپ کی پہچان ہے، جو داستانِ علم و عرفان کا عنوان ہے۔ ''غبار خاطر'' شہ پارۂ ادب ہے، ''تذکرہ'' سرگزشتِ حسب و نسب ہے۔ ''انڈیا ونس فریڈم'' معرکۃ الآرا کتاب ہے، جو قصۂ جنگ آزادی کا روشن باب ہے۔ دشتِ سیاست و حکومت کی بادیہ پیمائی کی، صدر کانگریس بن کر قوم کی رہنمائی کی۔ آپ مجموعۂ اضداد تھے، آپ کے تمام اوصاف خداداد تھے۔ جب ملک آزاد ہوا تو ایک طوفان اٹھ کھڑا ہوا، سرحد کے دونوں طرف ہنگامہ بہت بڑا ہوا۔ آپ نے ہندی مسلمانوں کو ہجرت سے روکا، بڑی دلداری و محبت سے روکا۔ میراثِ اسلاف کی یاد دلائی، بزرگوں کی ایک ایک خدمت گنائی۔ جامع مسجد کے میناروں کی دہائی دی، صفوں، محرابوں اور فن پاروں کی دہائی دی۔ الغرض ایک ایک چیز کا واسطہ دیا، گم گشتگانِ منزل کو حب الوطنی کا راستہ دیا۔ خوں چکاں شب و روز میں مظلوموں کی دلداری کی، نخلِ امید و یقین کی بھرپور آبیاری کی۔ اہل سیاست کی

صفوں میں آپ کا اعلیٰ مقام ہے، صرف ہند ہی نہیں پوری دنیا میں آپ کا نام ہے۔ پنڈت نہرو آپ کے معتقد بھی تھے اور یارِ غار بھی، آپ کے جلو میں گاندھی بھی تھے اور سردار بھی۔ ملک کے پہلے وزیر تعلیم بنے، پہلے سے بھی زیادہ لائق تعظیم بنے۔ ہر طرف اسکولوں کالجوں کا جال بچھایا، بہ حسن تدبیر و بجمال و کمال بچھایا۔ تصورِ تعلیم نسواں دیا، خیالِ تعلیمِ بالغاں دیا۔ یونیورسٹیوں کے فروغ کے لیے یو جی سی بنایا، پھر اس کے تحت دانش گاہوں کا سلسلہ پھیلایا۔ فروغِ ثقافت کے لیے ساہتیہ اکادمی بنائی، للت کلا و سنگیت اکادمی کی بنیاد ڈلوائی۔ آل انڈیا کونسل فار ٹیکنیکل ایجوکیشن بنائی، فروغِ تعلیم صنعت و حرفت کی راہ اپنائی۔ انسٹی ٹیوٹ آف ہائر سیکنڈری کھڑک پور بنایا، اعلیٰ تعلیم کا پرچم لہرایا۔ سائنسی علوم کی ترویج کو بھی مقصد حیات بنایا، خواہشِ علم و ہنر کو خوش نوائے نغمات بنایا۔ "ثقافت الہند" نامی جریدہ نکالا، اسے ہندی تہذیب کے پیکر میں ڈھالا۔

الغرض ان کی خدمات بے حساب ہیں، ان کے کارنامے لاجواب ہیں۔ شیدایانِ آزاد خراجِ عقیدت پیش کرتے ہیں، نذرانۂ الفت و محبت پیش کرتے ہیں۔

خورشید جہاں تاب کی ضو تیرے شرر میں
آباد ہے اِک تازہ جہاں تیرے ہنر میں

انتخاب:... مولانا محمد قاسم رفیع، کراچی

☆☆ .... ☆☆

مدرسہ نورالقرآن پنوعاقل کے جلسہ میں شرکت

مدرسہ نورالقرآن پنوعاقل کے بانی تحریک استخلاص وطن اور تحریکِ ختم نبوت کے جانباز ورکر مولانا نذیر حسین الحسینیؒ تھے۔ آپ پنوعاقل کے علاقہ میں ۱۹۲۰ء میں پیدا ہوئے، ابتدائی تعلیم اپنے والد محترم مولانا نور محمد انڈھڑ سے حاصل کی، جو دارالعلوم دیوبند کے فاضل اور امام العصر علامہ انور شاہ کشمیریؒ کے شاگرد رشید تھے۔ مولانا نذیر حسینؒ سادگی پسند، نیک سیرت انسان تھے۔ آپ نے ابتداً میں جمعیت علماء ہند کے پلیٹ فارم سے تحریک آزادیٔ ہند میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ بعدازاں مجلس احرار اسلام کے پلیٹ فارم سے گرانقدر خدمات سرانجام دیں۔ ۱۹۴۹ء میں مجلس تحفظ ختم نبوت میں شامل ہوگئے اور تحریک ختم نبوت ۱۹۵۳ء میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ چھ ماہ تک پابند سلاسل رہے۔ ذریعۂ معاش اسکول ٹیچری تھی۔ ریٹائرمنٹ کے بعد اپنی جمع پونجی مدرسہ نورالقرآن جامع مسجد نور قائم کر کے اس پر لگادی۔ آپ فنائی ختم نبوت تھے۔ مجلس کی مرکزی شوریٰ کے بھی رکن رہے۔ اسی دوران آپ نے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے روح رواں مجاہد ملت مولانا محمد علی جالندھریؒ کو خط لکھا کہ سندھ میں زمینیں سستی بک رہی ہیں، اگر آپ اتنے پیسے (سینکڑوں میں لکھا) بھیج دیں تو آپ کے نام دو مربع زمین خرید کی جاسکتی ہے۔ مولانا جالندھریؒ نے جواب میں فرمایا کہ مطلوبہ رقم آپ کو بھیجی جاسکتی ہے، لیکن زمین میرے نام نہیں، اپنے نام کرالیں۔ مولانا نذیر حسینؒ نے لکھا کہ آپ نے میرے خط کو سنجیدگی سے نہیں لیا۔ مولانا جالندھریؒ نے جواباً لکھا کہ سندھ میں ایک وقت ایسا آئے گا کہ غیر سندھیوں کا رہنا مشکل ہو جائے گا، غیر سندھیوں کی جائیدادوں پر قبضہ کرلیا جائے گا۔ میں چاہتا ہوں کہ زمین آپ (میرے بھائی) کے نام ہو۔ اس کی آمدنی میں سے کچھ حصہ مجھے بھی بھیج دیا جائے۔ ۲۶؍جنوری ۱۹۸۷ء کو انتقال فرمایا۔ مولانا جمال اللہ الحسینیؒ انہیں کے فرزند ارجمند تھے۔ آپ نے ابتدائی تعلیم اپنے والد محترم مولانا نذیر حسینؒ سے حاصل کی۔ مولانا جالندھریؒ کی فرمائش پر خیر المدارس ملتان میں داخلہ لیا اور سند فضیلت حاصل کی۔ علوم نبویہ کی تحصیل کے بعد مجلس تحفظ ختم نبوت کے شعبۂ تبلیغ سے وابستہ ہوگئے۔ آپ پندرہ دن اپنے مفوضہ حلقہ جیکب آباد اور شکارپور میں خدمات سرانجام دیتے اور پندرہ دن مجاہد ملت حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ کی رفاقت میں گزارتے۔ حضرت جالندھریؒ کی رفاقت اور سرپرستی نے انہیں کندن بنادیا۔ بہت مجاہد اور بہادر انسان تھے۔ سندھ کے بڑے بڑے جغادریوں سے پنجہ آزمائی کرتے رہے۔ پیدائش ۱۹۳۵ء میں ہوئی اور وفات ۱۲؍جنوری ۲۰۰۰ء کو ہوئی۔ اگرچہ آپ کی سرگرمیوں کا محور اول و آخر مجلس تھی۔ تاہم مدرسہ نورالقرآن کی دیکھ بھال میں بھی کوئی کمی نہ کی۔ آپ کے فرزند ارجمند مولانا محمد ازہر سلمہ مدرسہ کا نظام سنبھالے ہوئے ہیں۔

۲۶؍فروری کو مدرسہ کے زیر اہتمام تبلیغی و اصلاحی جلسہ منعقد ہوا، جس کی صدارت جمعیت علماء اسلام سندھ کے امیر حضرت مولانا سائیں عبدالقیوم ہالیجوی دامت برکاتہم نے کی۔ ہالیجی شریف کی درگاہ کے چشم و چراغ حضرت سائیں عبدالقادر ہالیجوی مدظلہ، حضرت سائیں غلام اللہ ہالیجوی حفظہ اللہ نے شرکت فرمائی۔ نعتیہ کلام سندھ کے مقبول ترین نعت خواں حاجی امداد اللہ پھلپوٹو نے پیش کیا۔ سندھی زبان کے معروف علماء کرام نے بھی اپنی زبان میں ترنم کے ساتھ خطاب کیا۔ جلسہ کا اہتمام کھلی جگہ پر کیا گیا تھا۔ راقم نے "تحریک ختم نبوت میں مجلس اور علماء دیوبند کے کردار" پر پون گھنٹہ بیان کیا۔ راقم نے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پنوعاقل کے امیر قاری عبدالقادر، مولانا توصیف احمد جالندھری برادرم شاہ زمان، برادرم غلام شبیر شیخ کے فرزندان گرامی، سکھر ڈویژن کے مبلغ مولانا محمد حسین ناصر سلمہ سے ملاقات کی اور جماعتی امور پر مشاورت کی۔ راقم نے رات قیام و آرام عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے دفتر میں کیا۔ (مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی)

امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ... فضائل ومناقب

مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ

امیر المومنین حضرت علیؓ بن ابی طالب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچازاد بھائی ہیں۔ حضرت علیؓ کی والدہ فاطمہ بنت اسد بن ہاشم تھیں، کنیت ان کی ابوالحسن تھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے (چچازاد) بھائی اور آپ کے داماد یعنی آپ کی صاحبزادی فاطمہؓ سیدۃ النساء کے شوہر تھے۔ مدینہ کی طرف ہجرت کی اور بدر میں خندق میں اور بیعۃ الرضوان میں اور تمام مشاہد میں سوا تبوک کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ شریک رہے، تبوک میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اپنے اہل و عیال کی نگہداشت کے لئے چھوڑ دیا تھا، تمام مشاہد میں ان سے کارنمایاں ظاہر ہوئے، جب غزوۂ احد میں مصعب بن عمیرؓ جن کے ہاتھ میں جھنڈا تھا شہید ہوئے تو پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جھنڈا حضرت علیؓ کو دیا۔ آپ نے حضرت علیؓ سے فرمایا کہ: ’’تم دنیا و آخرت میں میرے بھائی ہو۔‘‘

حضرت علی المرتضیٰ کا اسلام:

حضرت علی بن ابی طالب ایک دن کے بعد یعنی جب کہ حضرت خدیجہؓ اسلام لاچکیں اور آپ کے ہمراہ نماز پڑھ چکیں اس کے ایک دن کے بعد آئے وہ کہتے تھے میں نے دیکھا کہ دونوں نماز پڑھ رہے ہیں، حضرت علی نے کہا کہ:

’’اے محمد! یہ کیا چیز ہے؟ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، یہ خدا کا دین ہے جو اس نے اپنے لئے پسند کیا ہے اور جس کی تبلیغ کے لئے پیغمبروں کو بھیجا میں تمہیں اللہ کی طرف اور اس کی پرستش کی طرف بلاتا ہوں اور لات و عزیٰ کے انکار کرنے کی ترغیب دیتا ہوں، حضرت علیؓ نے کہا یہ تو ایک ایسی بات ہے جو میں نے آج سے پہلے نہ سنی تھی، لہٰذا میں اس کے متعلق کوئی فیصلہ نہیں کرسکتا جب تک ابو طالب سے اس کا ذکر نہ کرلوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ بات ناپسند ہوئی کہ قبل اس کے آپ اپنے معاملہ کا اظہار کرنا چاہیں افشائے راز ہوجائے، پس آپ نے فرمایا کہ: اے علی! اگر تم اسلام نہیں لاتے ہو تو اس راز کو پوشیدہ رکھو، پس حضرت علی اس شب کو خاموش رہے پھر اللہ نے ان کے دل میں اسلام کی محبت ڈال دی اور وہ صبح کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ اے محمد شب کو آپ نے مجھ سے کیا فرمایا تھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں نے یہ کہا تھا کہ تم اس بات کی شہادت دو کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ ایک ہی ہے کوئی اس کا شریک نہیں اور لات وعزیٰ کا انکار کردو اور خدا کے ساتھ شرک کرنے سے بری ہوجاؤ۔ حضرت علیؓ نے اس کو منظور کرلیا اور اسلام لائے حضرت ابو طالب کے خوف سے پوشیدہ طور پر آپ کے پاس آیا کرتے تھے اور اپنا اسلام مخفی رکھتے تھے۔‘‘

مجاہد روایت کرتے تھے کہ حضرت علیؓ دس برس کی عمر میں اسلام لائے تھے۔

حضرت علی مرتضیٰ کی ہجرت:

مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کے موقع پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے علیؓ کو پیچھے چھوڑ دیا تھا تاکہ وہ آپ کے گھر والوں کو لے کر آئیں اور انہیں حکم دیا تھا کہ جس قدر امانتیں اور وصیتیں آپ کے پاس ہیں، ان کو ادا کردینا، چنانچہ حضرت علیؓ نے ایسا ہی کیا، نیز جس شب کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم چلے اس شب کو حکم دیا تھا کہ میرے بستر پر سو رہو اور فرمایا کہ جب تم میرے بستر پر رہو گے قریش مجھ کو تلاش نہ کریں گے، چنانچہ حضرت علیؓ آپ کے بستر پر لیٹ رہے کفار قریش آپ کے بستر پر نظر لگائے ہوئے تھے، حضرت علی کو اس پر لیٹا ہوا دیکھ کر سمجھتے تھے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم لیٹے ہوئے ہیں، یہاں تک کہ جب صبح ہوگئی اور انہوں نے حضرت علیؓ کو اس بستر پر دیکھا تو کہنے لگے کہ اگر محمد باہر گئے ہوتے تو علی کو ضرور اپنے ساتھ لے جاتے، بس اسی خیال میں وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تلاش سے باز رہے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ کو حکم دیا تھا کہ تم مدینہ میں آ کر مجھ سے ملنا، چنانچہ حضرت علیؓ آپ کے گھر والوں کو لے کر چلے شب کو چلتے تھے اور دن کو پوشیدہ ہو جاتے تھے، یہاں تک کہ مدینہ پہنچ گئے، جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کے آنے کی خبر ملی تو آپ نے فرمایا کہ علی کو میرے پاس بلاؤ، لوگوں نے عرض کیا کہ وہ آنے کی طاقت نہیں رکھتے، پس آپ خود ان کے پاس تشریف لے گئے اور ان کو دیکھ کر لپٹا لیا اور ان کے پیروں کی جو حالت دیکھی کہ ورم کر گئے ہیں اور ان سے خون ٹپ رہا ہے تو آپ ازراہ محبت رونے لگے، آپ نے اپنا لعاب دہن اپنے ہاتھ میں لے کر ان کے پیروں پر مل دیا اور ان کو عافیت کی دعا دی، پس اس وقت سے کبھی ان کے پیروں میں کوئی شکایت نہیں ہوئی یہاں تک کہ شہید ہو گئے۔

حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ مجھے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے یمن بھیجا میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! آپ مجھے یمن بھیجتے ہیں اور لوگ مجھ سے مقدمات کا فیصلہ کرائیں گے، حالانکہ مجھے اس کا کچھ علم نہیں ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قریب آؤ میں قریب گیا پس آپ نے اپنا ہاتھ میرے سینہ پر پھیرا بعد اس کے فرمایا کہ: ''اے اللہ! ان کی زبان کو ثابت قدم رکھ اور ان کے قلب کو ہدایت کر'' پس قسم اس کی جس نے دانہ سے درخت نکالا اور جان کو پیدا کیا، اس کے بعد کبھی کسی مقدمہ کے فیصلہ کرنے میں مجھے شک نہیں ہوا۔

حضرت علیؓ بن ابی طالب فرماتے تھے کہ دنیا مردار ہے جو شخص دنیا میں کچھ لینا چاہے تو وہ کتوں کے ساتھ اختلاط کرنے پر اپنے نفس کو مجبور کرے۔ حضرت عمار بن یاس کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے آپ علی بن ابی طالب سے فرماتے تھے کہ: اے علیؓ! اللہ عزوجل نے تم کو ایسی خوبی عنایت فرمائی ہے کہ اس سے بہتر خوبی اپنے بندوں میں سے کسی کو نہیں دی وہ خوبی کیا ہے دنیا کی طرف سے زاہد (یعنی بے رغبت) رہنا تم کو اللہ تعالیٰ نے ایسا بنایا ہے کہ نہ تم دنیا سے کچھ لیتے ہو نہ دنیا تم سے کچھ لیتی ہے اور اللہ تعالیٰ نے تم کو مساکین کی محبت عنایت فرمائی ہے، وہ تم کو اپنا پیشوا بنا کر خوش ہیں اور تم ان کو اپنا پیرو بنا کر خوش ہو، پس خوشی ہو اس کی جو تم سے محبت رکھے اور تم پر سچ بولے اور خرابی ہو اس کو جو تم سے اے علیؓ بغض رکھے اور تم پر جھوٹ بولے جو لوگ تم سے محبت رکھتے ہیں اور تم پر سچ بولتے ہیں وہ (جنت میں) تمہارے گھر کے پڑوسی اور تمہارے رفیق ہوں گے اور جو لوگ تم سے بغض رکھتے ہیں اور تم پر جھوٹ باندھتے ہیں، اللہ پر حق ہے کہ ان کو قیامت کے دن جھوٹوں کے کھڑے ہونے کی جگہ پر کھڑا کرے۔

امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ نے کبھی مال جمع نہیں کیا، ان کے بیٹے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کا بیان ہے۔ حضرت علی صرف چھ سو درہم چھوڑ گئے تھے جس سے انہوں نے ایک غلام خرید لیا تھا۔

حضرت ابن عباسؓ سے اللہ تعالیٰ کے قول: ''الذین ینفقون اموالھم باللیل والنھار سراً وعلانیہ'' کی تفسیر میں روایت کیا ہے وہ کہتے تھے کہ یہ آیت علیؓ بن ابی طالب کے حق میں نازل ہوئی ان کے پاس چار درہم تھے، ایک انہوں نے شب کو (راہِ خدا میں) دیا اور ایک دن کو اور ایک چھپا کر اور علانیہ طور پر۔ جب یہ آیت نازل ہوئی: ''قل تعالوا ندع ابناء نا ابناء کم ونساء نا ونساء کم وانفسنا وانفسکم۔''

ترجمہ: ''اے نبی کہہ دو کہ آؤ بلائیں ہم اپنے بیٹوں کو اور تم اپنے بیٹوں کو ہم اپنی عورتوں کو تم اپنی عورتوں کو ہم اپنے آپس والوں کے تم اپنے آپس والوں کو۔''

تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علیؓ کو اور فاطمہؓ اور حسنؓ و حسینؓ کو بلایا اور فرمایا کہ: ''یا اللہ! یہ میرے اہل ہیں۔''

حضرت علیؓ کہتے تھے کہ مجھ سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم سے وہی شخص محبت رکھے گا جو مومن ہوگا اور وہی شخص بغض رکھے گا جو منافق ہوگا۔

حضرت سہل بن سعد نے خبر دی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کے دن فرمایا: ''میں جھنڈا ایسے شخص کو دوں گا جس کے ہاتھ پر اللہ فتح دے، وہ اللہ و رسول کو دوست رکھتا ہو اور اللہ و رسول اس کو دوست رکھتے ہوں، پس سب رات بھر اس کا انتظار کرتے رہے کہ دیکھئے جھنڈا کس کو ملتا ہے (صبح کو) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ علیؓ بن ابی طالب کہاں ہیں؟ لوگوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! ان کی آنکھوں میں درد ہے، آپ نے فرمایا ان کو بلواؤ۔ چنانچہ وہ آئے تو آپ نے ان کی آنکھوں میں اپنا لعاب دہن لگا دیا اور ان کے لئے دعا کی وہ اچھے ہو گئے گویا کہ وہ درد تھا ہی نہیں، پھر آپ نے

ان کو جھنڈا دیا، حضرت علیؓ نے عرض کیا کہ یارسول اللہ! کیا میں ان سے لڑتا رہوں، یہاں تک کہ وہ ہمارے مثل ہو جائیں؟ آپ نے فرمایا ٹھہرو، جب تم ان کے مقابل پہنچنا تو ان کو اسلام کی دعوت دینا اور انہیں خبر دینا اس حق کی جو اللہ کا ان پر ہے، اللہ کی قسم اگر اللہ تمہارے ذریعہ سے ایک آدمی کو ہدایت کر دے تو تمہارے لئے سرخ اونٹوں سے بہتر ہے۔

ایک شخص حضرت سعید بن زید بن عمرو بن نفیل کے پاس آیا اور اس نے کہا: ''میں علیؓ سے ایسی محبت رکھتا ہوں کہ ایسی کسی سے محبت نہیں رکھتا، حضرت سعید سے کہا تم ایک ایسے شخص سے محبت رکھتے ہو جو اہل جنت میں سے ہے پھر انہوں نے ہم سے حدیث بیان کی کہ ہم لوگ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ کوہِ حرا پر تھے تو آپ نے دس آدمیوں کا جنتی ہونا بیان کیا، ابوبکر اور عمر اور عثمان اور علی اور طلحہ اور زبیر اور عبدالرحمن بن عوف اور سعد بن مالک حضرت سعد بن مالک اور عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا نام مشہور روایت میں نہیں ہے بلکہ بجائے ان کے سعد بن ابی وقاص اور ابوعبیدہ کا نام ہے اور سعد بن زید کا نام اس میں چھوٹ گیا ہے۔

حضرت ابن عمر سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب کے درمیان میں مواخات کرائی پس علیؓ آئے اور انہوں نے کہا کہ یارسول اللہ! آپ نے اپنے اصحاب کے درمیان میں مواخات کرائی مگر میری مواخات آپ نے کسی سے نہیں کرائی رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میرے بھائی ہو دنیا و آخرت میں۔

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ اور فاطمہؓ اور حسن اور حسین کو ایک کملی اڑھائی بعد اس کے فرمایا کہ: ''یا اللہ! یہ لوگ میرے اہل بیت اور میرے مددگار ہیں، یا اللہ! ان سے ناپاکی دور کر اور ان کو خوب پاک کر۔''

حضرت علیؓ بن ابی طالب سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے (ایک مرتبہ) حسنؓ و حسینؓ کا ہاتھ پکڑا اور فرمایا کہ جو شخص مجھ سے محبت رکھتا ہو اور ان دونوں سے اور ان کے باپ اور ماں سے محبت رکھتا ہو وہ قیامت کے دن میرے ہمراہ جنت میں ہوگا۔

حضرت علیؓ سے مروی ہے کہ وہ کہتے تھے (ایک مرتبہ) عرض کیا گیا کہ یارسول اللہ! ہم آپ کے بعد کس کو خلیفہ بنائیں؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: ''اگر ابوبکرؓ کو تم خلیفہ بناؤ گے تو ان کو دنیا کی طرف سے بے رغبت اور آخرت کی طرف راغب پاؤ گے اور اگر تم عمرؓ کو خلیفہ بناؤ گے تو ان کو صاحبِ قوت اور امین پاؤ گے، وہ اللہ کے راہ میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کا خوف نہ کریں گے اور اگر تم علیؓ کو خلیفہ بناؤ گے مگر میں سمجھتا ہوں کہ تم ایسا نہ کرو گے تو ان کو ہدایت کرنے والا اور ہدایت یافتہ پاؤ گے وہ تمہیں راہِ راست پر چلائیں گے۔''

حضرت علیؓ سے روایت ہے وہ کہتے تھے: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''اے علی! تم کعبہ کے مثل ہو (جاؤ) کہ لوگ اس کے پاس آتے ہیں وہ کسی کے پاس نہیں جاتا، پس اگر قوم تمہارے پاس آئے اور خلافت تمہارے حوالہ کرے تو قبول کر لینا اور اگر وہ لوگ تمہارے پاس نہ آئیں تو تم ان کے پاس نہ جانا، یہاں تک کہ وہ خود تمہارے پاس آئیں گے۔''

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کہتے تھے کہ جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی تو میں سمجھتا تھا (اس روایت سے بہت عمدہ عمدہ نتائج حاصل ہوتے ہیں منجملہ ان کے یہ کہ شیخین کی طرف حضرت علیؓ کو کیسا حسن ظن تھا کہ ان کی طرف یہ خیال نہ گیا کہ وہ اپنے کسی عزیز کو خلافت دے جائیں گے، حضرت علیؓ کا اپنے کو سب سے زیادہ مستحق خلافت سمجھنا محض اس وجہ سے تھا کہ عقد خلافت شارع کی طرف سے نہیں ہوا تھا اور شجاعت آدمی کو اس قسم کے خیالات میں اکثر مبتلا کر دیا کرتی ہے) کہ سب سے زیادہ خلافت کا مستحق میں ہوں، مگر جب مسلمانوں کا اتفاق ابوبکرؓ پر ہو گیا تو میں نے (ان کے احکام کو) سنا اور اطاعت کی پھر عمر جب زخمی ہوئے میں نے خیال کیا کہ وہ میرے سوا اور کسی کو خلیفہ نہ کریں گے، مگر انہوں نے خلافت کو چھ آدمیوں میں دائر کر دیا، جن میں سے ایک میں بھی تھا، پس لوگوں نے عثمان کو خلیفہ بنا دیا تو میں نے (ان کے احکام کو بھی) سنا اور اطاعت کی پھر جب عثمان شہید ہوئے لوگ میرے پاس آئے اور انہوں نے مجھ سے بیعت کی، خوشی سے کوئی جبر نہ تھا، پھر انہوں نے میری بیعت توڑ دی تو خدا کی قسم میں نے کچھ چارہ کار نہ دیکھا سوا اس کے کہ تلوار ہاتھ میں لی جائے یا کفر کیا جائے، اس چیز کا جو اللہ عزوجل نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل کیا ہے۔

(ماخوذ از اسد الغابہ، حصہ:۵) ☆☆

ختم نبوت کے عقیدہ کا تحفظ دینی فریضہ: مفتی ابوالقاسم نعمانی

دارالعلوم دیوبند میں منعقدہ چارروزہ تحفظ ختم نبوت تربیتی پروگرام بحسن وخوبی اختتام پذیر

تلنگانہ، آندھرا پردیش، گجرات کشمیر، تملناڈ، کیرالہ سمیت شمالی ہند کی مختلف ریاستوں سے تقریباً آٹھ سو علماء کرام وفاضلین عظام کی شرکت

23رفروری (سمیر چودھری) ایشیاء کی عظیم درسگاہ دارالعلوم دیوبند میں کُل ہند مجلس تحفظ ختم نبوت کی زیر نگرانی منعقد سترہواں تجدید ختم نبوت تربیتی پروگرام کی آخری نشست آج صبح مولانا شاہ عالم گورکھپوری استاذ و نائب ناظم شعبۂ تحفظ ختم نبوت دارالعلوم دیوبند کے زیر صدارت منعقد ہوا اور ان کی دعا پر اختتام پذیر ہوئی۔

واضح رہے کہ گزشتہ سولہ سالوں سے دارالعلوم دیوبند میں تحفظ ختم نبوت تربیتی پروگرام منعقد ہو رہا ہے، جس میں فضلائے مدارس اسلامیہ کو اسلامی عقائد کے خلاف اٹھنے والے فتنوں بطور خاص قادیانیت، شکیلیت اور جھوٹے مدعیان نبوت و مہدویت کے اصولی سدباب کے لئے رجال کار کی تیاری پر زور دیا جاتا ہے۔ پروگرام کی پہلی نشست مولانا قاری عبدالقیوم قاسمی کی تلاوت قرآن مجید سے شروع ہوئی، جس کی صدارت دارالعلوم دیوبند کے مہتمم مفتی ابوالقاسم نعمانی نے کی اور افتتاحی خطاب فرمایا۔ اس کے بعد مولانا سلمان منصور پوری نے پُرمغز نصیحت کی۔ پھر مولانا شاہ عالم گورکھپوری نے پروگرام کے نظام کے بارے میں بتلایا اور اپنے تجربات و مشاہدات کی روشنی میں ان فتنوں کے گمراہ کن عقائد پر روشنی ڈالی اور ان سے اپنے ایمان وعقائد کو محفوظ رکھنے کا طریقہ بتایا۔ اس موقع سے مفتی سلیمان قاسمی استاذ دارالعلوم دیوبند، مولانا محمد راشد گورکھپوری استاذ مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور بھی موجود رہے۔

پروگرام کی روزانہ تین نشستیں (صبح ۸ تا ۱۲ بجے، ظہر تا عصر اور مغرب تا عشاء) منعقد ہوتی رہیں۔ اس طرح چار دنوں میں کل ۸ نشستیں ہوئیں۔ دوران بیان پیش کئے گئے ضروری حوالوں کی مراجعت اور مطالعہ ومشاہدہ کا نظم بھی مرکز التراث الاسلامی دیوبند کی جانب سے الیکٹرانک پروجیکٹر کے ذریعہ کیا گیا تاکہ حوالوں کو اپنی یادداشت میں محفوظ کرنے اور مشاہدہ کرنے میں شرکائے پروگرام کو آسانی ہو۔ اس تربیتی پروگرام میں دارالعلوم دیوبند، دارالعلوم وقف دیوبند، دارالعلوم شیخ زکریا دیوبند، مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور، جامعہ قاسمیہ شاہی مرادآباد و دیگر مدارس عربیہ کے فضلاء اور یوپی، بہار، جھارکھنڈ، بنگال، ہریانہ دہلی، مدھیہ پردیش مانگانہ، آندھرا پردیش، اڈیشہ، آسام منی پور میگھالہ، گجرات کشمیر تملناڈ، کیرالہ وغیرہ کے تقریباً آٹھ سو علمائے کرام وفضلائے مدارس عربیہ نے شرکت کی۔

کُل ہند مجلس کی جانب سے آویزاں اعلان کے مطابق متعینہ عنوانات پر چار نشستوں میں مولانا شاہ عالم گورکھپوری نائب ناظم کُل ہند مجلس تحفظ ختم نبوت دارالعلوم دیوبند کے تربیتی اسباق اور پُرمغز بیانات ہوئے۔ اس کے علاوہ دیگر نشستوں میں شعبۂ تحفظ ختم نبوت مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور کے استاذ مولانا محمد راشد گورکھپوری، حافظ اقبال احمد علی ناظم احیاء السنۃ، اسلامک سینٹر مالیگاؤں مولانا صداقت شعبۂ ردِ عیسائیت اور کُل ہند مجلس کے مبلغ مولانا اشتیاق احمد قاسمی کے تربیتی بیانات ہوئے۔ حوالوں کی مراجعت و مشاہدہ میں مولانا شہباز اختر قاسمی میوانی (ایم اے) اور مولانا نور حسن بلگرامی قاسمی کارکنان مرکز التراث الاسلامی دیوبند نے تعاون کیا۔ حوالوں کی مراجعت و مشاہدہ کے دوران قادیانیت، مہدویت، الحاد اور مغربی نظریات سے متعلق تمام کتابیں پروجیکٹ کے ذریعے دکھائی گئیں اور اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ مرکز التراث الاسلامی دیوبند کے پاس اس طرح کی قدیم کتابوں کا وافر ذخیرہ

موجود ہے۔

مولانا شاہ عالم گورکھپوری صاحب نے اختتامی نشست میں ”علمی و عملی میدان میں فتنوں کا تعاقب کس طرح کیا جائے اور پیش آنے والی دشواریوں کا ازالہ کس طرح ہو“ کے عنوان پر بیان کرتے ہوئے علمی اور عملی میدانوں میں کام کرنے کے طور وطریق اور اصول بیان کئے۔ آپ نے بتایا کہ اہلِ علم اور مدارس اسلامیہ، اسی طرح کالج اور یونیورسٹیوں میں زمینی حقائق سے جدا ہوکر کام کرنے کی متعدد نوعیتیں ہیں ان میں تدریسی و تعلیمی، تصنیفی و تنظیمی اور تبلیغی میدانوں کے دروازے کھلے ہوئے ہیں، جو فضلاء علمی ذوق رکھتے ہیں، ان کے لیے اس میدان میں کام کرنے کا سنہرا موقع ہے۔ اسی طرح عوام کے درمیان خدمت انجام دینے کے مواقع بھی متعدد جہتوں سے ہیں، جن کے لائق جو خدمت ہو، اس میں لگ جائیں۔

آخری نشست میں مولانا محمد راشد استاذ شعبۂ تحفظ ختم نبوت مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور، مولانا اشتیاق احمد مبلغ شعبہ تحفظ ختم نبوت دارالعلوم دیوبند، مولانا اسعد اللہ بستوی، مولانا شہباز اختر قاسمی میوانی، مولانا نورحسن بلگرامی مرکز التراث الاسلامی دیوبند اور دارالعوم دیوبند میں قائم شعبۂ تحفظ ختم نبوت کے تمام طلبہ، مولانا شاداب اناؤ، مولانا عبدالقیوم اور راجستھان مولانا سفیان سعیدی سہارنپور، محمد عمر کیرالہ مولانا مشتاق پلول ہریانہ، مولانا ناصر سہارنپور، مولانا انور حسین آسام، مولانا جے ابوبکر کرناٹک، مولانا سید لقمان اورنگ آباد مہاراشٹر، مولانا عمر بن حیدر الملیباری، مولانا ارمان ذاکر شریک رہے۔

ان تمام طلبہ کے اندر سال بھر میں ایسی صلاحیتیں پیدا ہوگئی ہیں کہ یہ تمام فرق تمام باطلہ کے تعاقب پر بقدر ضرورت استطاعت رکھتے ہیں اور تصنیفی اور تدریسی خدمات انجام دے سکتے ہیں، جیسا کہ شرکائے پروگرام نے بخوبی مشاہدہ کیا۔ اس موقع سے شعبہ تحفظ ختم نبوت کے قدیم طلبہ میں سے مولانا بادشاہ قاسمی کیرالہ سے، مولانا اویس میوانی نوح سے، مولانا اسامہ قاسمی کشمیر سے، مولانا جنید قاسمی رانچی سے اور دیگر قدیم احباب بھی اس لئے آئے تا کہ اپنے استاد محترم مولانا شاہ عالم گورکھپوری سے دیگر نئے نئے فتنوں سے متعلق معلومات حاصل کر کے اپنے اپنے علاقوں میں عوام کی راہنمائی کرسکیں۔ حسب معمول اختتامی نشست میں بدست مفتی ابوالقاسم نعمانی مہتمم دارالعلوم دیوبند اور مولانا شاہ عالم گورکھپوری اسناد اور گراں قدر انعامات تقسیم کئے گئے۔

☆☆ .... ☆☆

حضرت مولانا امداد اللہ مدظلہ کا دارالعلوم حقانیہ میں تعزیتی خطاب

”یہاں ہم سب مسافر ہیں، وہاں آخر ٹھکانہ ہے، کوئی آگے روانہ ہے، کوئی پیچھے روانہ ہے، میں دارالعلوم حقانیہ کو جامعۃ العلوم الاسلامیہ بنوری ٹاون سے کم نہیں سمجھتا، اس کا اشتراک بنوری ٹاؤن سے ہے، دارالعلوم دیوبند، بنوری ٹاون اور دارالعلوم حقانیہ یہ چند بڑے ادارے ہیں۔ لیکن جس چیز میں اشتراک ہے اس کی وضاحت میں ضرور کروں گا۔ شہدأ کی جو تاریخ بنوری ٹاؤن کی ہے اور جو شہدأ ہم نے بنوری ٹاؤن کے اٹھائے ہیں، اس حوالہ سے دوسرے نمبر پر دارالعلوم حقانیہ ہے۔ مفتی نظام الدین شامزئی شہیدؒ، مولانا ڈاکٹر محمد حبیب اللہ مختار شہیدؒ، مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ، مفتی عبدالمجید دین پوری شہیدؒ کتنے شہدأ ہیں، جن کی لاشیں ہم اٹھا کر قبرستان لے گئے۔ غافل نہیں سمجھتے کہ ایک مفتی نظام الدین شہیدؒ ہوگا کتنے مفتی نظام الدین پیدا ہوں گے، ایک حضرت مولانا یوسف لدھیانوی شہیدؒ ہوں گے، کتنے اور مولانا یوسف لدھیانوی پیدا ہوں گے۔ ان بدبختوں کو یہ معلوم نہیں کہ ایک مولانا سمیع الحق شہیدؒ کردو گے ان کے بیٹے ان کے قائم مقام بن کر آئیں گے، مولانا حامد الحق کو شہیدؒ کردیں گے، شہدأ کا خون رنگ لاتا ہے۔ ہمیں یقین ہے کہ تم اپنی طاقت استعمال کرتے رہو، ہم دین کی سربلندی کے لئے اپنے سروں کو قربان کرتے رہیں گے۔“

دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک میں جامعۃ العلوم الاسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی کے ناظم تعلیمات واستاذِ حدیث حضرت مولانا امداد اللہ مدظلہ کا تعزیتی خطاب

تعاون کی اپیل

عقیدہ ختم نبوت کی سربلندی، ناموس رسالت کے تحفظ اور فتنہ قادیانیت کی سرکوبی کے لیے

عطیات، صدقات اور زکوٰۃ

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کو دیجئے

تعارف عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ

☆ حضرت امیر شریعتؒ اور خواجہ خواجگان مولانا خواجہ خان محمدؒ کے ارشادات کی روشنی میں ہر قسم کے سیاسی مناقشات سے بالاتر ہو کر تبلیغ دین خصوصاً عقیدہ ختم نبوت کا تحفظ کرنے والی مذہبی جماعت ہے۔ الحمدللہ!

☆ اللہ رب العزت کے فضل و کرم سے مجلس کو پاکستان اور بیرون پاکستان قادیانیت کے محاذ پر کامیابی نصیب ہوئی۔

☆ آئینی طور پر قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا گیا۔ قانوناً قادیانیوں کو شعائر اسلام کے استعمال سے روک دیا گیا۔

☆ یورپین ممالک میں تبلیغ اسلام اور قادیانیوں کی ارتدادی سرگرمیوں کے رد میں مراکز قائم کئے گئے۔

☆ برطانیہ میں سالانہ ختم نبوت کانفرنس کا اہتمام...... چناب نگر میں سالانہ ختم نبوت کانفرنس کا انعقاد۔

☆ چناب نگر میں سالانہ رد قادیانیت کورس ...... چناب نگر میں ایک سالہ ختم نبوت تخصص کورس۔

☆ قادیانیت کے ہمہ وقت تعاقب کے لیے 40 مبلغین 30 تبلیغی مراکز اور دفاتر 8 شعبہ ہائے تعلیم القرآن۔

☆ چناب نگر شعبہ کتب...... شعبہ میٹرک، ایف اے...... ماہنامہ لولاک ملتان...... ہفت روزہ ختم نبوت کراچی۔

☆ تحفہ قادیانیت 6 جلدیں...... تحریک ختم نبوت 10 جلدیں...... محاسبہ قادیانیت 25 جلدیں

☆ اردو، انگریزی، عربی میں رد قادیانیت پر فری لٹریچر...... دیگر رد قادیانیت پر اہم کتب شائع شدہ۔

☆ انٹرنیٹ پر ماہنامہ لولاک...... ہفت روزہ ختم نبوت...... اور دیگر مجلس کی کتب دستیاب ہیں۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ملتان

حضوری باغ روڈ، ملتان فون: 061-4783486

اکاؤنٹ نمبرز

1127-01010015785 مسلم کمرشل بینک ملتان

0038-01034640 یو بی ایل حرم گیٹ برانچ ملتان

اپیل کنندگان

پیر طریقت رہبر شریعت حافظ حضرۃ مولانا ولی کامل خواجہ محمد ناصر الدین خان خاکوانی صاحب مدظلہ، امیر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ، نقشبندی مجددی

صاحبزادہ پیر طریقت مخدوم العلماء حضرت مولانا ولی ابن ولی خواجہ عزیز احمد صاحب حفظہ اللہ، نائب امیر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ

استاذ العلماء جانشین حضرت بنوری حضرت مولانا سید سلیمان یوسف بنوری صاحب حفظہ اللہ، نائب امیر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ

حضرت مولانا عزیز الرحمن جالندھری صاحب مدظلہ العالی، مرکزی ناظم اعلیٰ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ

علاقائی مراکز کے فون نمبرز

اسلام آباد 0334-5082180	راولپنڈی 0304-7520844	سیالکوٹ 0300-7442857	گوجرانوالہ 0302-5152137	لاہور 0300-4304277 0300-4918840	سرگودھا 0301-6361561	چناب نگر 0301-7972785 0301-6395200	جھنگ 0303-2453878	خانیوال 0301-7819466	چیچہ وطنی 0300-7832358	بہاولنگر 0333-6309355
بہاولپور 0300-6851586	میرپورخاص 0334-3463200	رحیم یارخان 0301-7659790	سکھر 0302-3623805	اوکاڑہ قصور 0300-6950984	فیصل آباد 0301-7224794	حیدرآباد 0300-8775697	شیخوپورہ 0300-5598612	کوئٹہ 2841995 0331-3064596	گجرات 0300-8032577	کراچی 32780337